هفت روزہ

خدام الدین لاہور

زیر سرپرستی
شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی مدظلہ
شیرانوالہ دروازہ لاہور

۱۳ر جنوری ۱۹۶۱ء

یکے از مطبوعات انجمن خدام الدین © لاہور

۲۵ نئے پیسے

نصیب ہو

شادی کے موقعہ پر

ایک دیندار باپ کا اپنی لڑکی سے خطاب

لُطفِ خدا و سایۂ رحمت نصیب ہو
عذرا تمہیں خدا کی عنایت نصیب ہو

اس زندگی کی راحتیں تجھ کو ملیں مدام
دولت نصیب ہو تمہیں عزت نصیب ہو

تیرا نصیب پائے بلندی کی انتہا
جس کی مثال ہو نہ، وہ قسمت نصیب ہو

نصرت خدا کی رات دن تیرے قریب ہو
تجھ کو خدا سے ایسی اعانت نصیب ہو

شوہر کے دل میں تیری محبت رہے مدام
اعجاز سر کے تاج کی اُلفت نصیب ہو

تیرے قدم جلو میں ہوں سو برکتیں لئے
تسکینِ قلب و روح کی جنت نصیب ہو

دُکھ درد سے بچائے خداوند کارساز
ہر دم مسرتوں کی رفاقت نصیب ہو

ہر دل کو اپنے خُلق سے تسخیر تم کرو
ہر ایک سے محبت و اُلفت نصیب ہو

مظلوم و بے نوا سے ہمیشہ پیار ہو
ظلم و جفا و جور سے نفرت نصیب ہو

عیش و طرب میں بھول نہ جانا خدا کو تم
یادِ خدا و لُطفِ عبادت نصیب ہو

پیشِ نظر ہو آیتِ لَا تَقْنَطُوْا مدام
صبر و رضا کی دولت و ثروت نصیب ہو

تم نے ہمارے دل کو دکھایا نہیں کبھی
تا عمر تم بھی خوش رہو راحت نصیب ہو

خوشنودیٔ رسول بھی مدِ نظر رہے
خوفِ خدا کی مستقل عادت نصیب ہو

صدق و صفا کے راستہ پر گامزن رہو
دونوں جہاں کی شوق سعادت نصیب ہو

عبدالمجید شوق ۔ نورسٹی انسٹی ٹیوشن ۔ لاہور

حق کا نشان

تو مصدّقِ انبیا کا، تو ہے ختم المرسلین
تجھ سے بہتر سرِ حق کا ترجماں کوئی نہیں

تیری حق گوئی کی شاہد سورۂ والنجم ہے
تجھ سا زیرِ آسماں گوہر فشاں کوئی نہیں

روزِ محشر دیکھ لیں گے دوست و دشمن تمام
تیرے اعدا کے سوا بے خانماں کوئی نہیں

تو غریبوں کا سہارا، بے کسوں کا آسرا
بندگانِ حق میں تجھ سا مہرباں کوئی نہیں

ماسٹر لال دین اخگر

ہدایت

رکھ پاک اپنے آپ کو فسق و فجور سے
دل کی سیاہی دُور کر توبہ کے نور سے

پڑھ کر نماز بیٹھ جا کچھ دیر کے لئے
قرآن پڑھ تدبر و فکر و شعور سے

کر نیک کام رات دن رزقِ حلال کھا
پُر زندگی کا جام ہو لُطف و سرور سے

شوق ۔ لاہور

ہفت روزہ
خدام الدین
لاہور
فون نمبر ۶۷۵۴۵
جلد ۶ | ۲۵ رجب المرجب ۱۳۸۰ھ مطابق ۱۳ جنوری ۱۹۶۱ء | شمارہ ۳۶

بین الاقوامی حالات اور اسلام

قرآن پاک کی حقیقتیں اپنی جگہ قائم ہیں۔ آج بھی بنی نوع انسان آسمانی رہنمائی سے علیحدہ ہو کر مادی ترقی کے معراج کمال پر پہنچ کر بھی شر و فساد سے دو چار ہیں۔ دنیا کے کسی خطہ میں چین نہیں ہے۔ اس دَور کو انقلابی دور کہنا چاہیئے۔ کہیں جمہوریّت کی جگہ صدارت و امارت یا شاہی لیتی ہے۔ کہیں بادشاہی کی جگہ جمہوریت آتی ہے۔ جو دراصل بچہ جمہورا ہی ثابت ہوتی ہے۔ کہیں جمہوریت جمہوریت سے بھڑتی ہے۔ کہیں شاہی اور ولیعہدی میں ٹکرّ ہو جاتی ہے۔ اور کسی جگہ سب طرف سے مایوس ہو کر فوج آگے بڑھتی اور نظام سلطنت پر کنٹرول کرتی ہے۔ کہیں انقلاب میں نکسیر بھی نہیں پھوٹتی اور کہیں خون خرابے ختم ہونے ہی کو نہیں آتے۔ قیام امن کے لئے نیٹو۔ سیٹو۔ سینٹو۔ عرب لیگ افریشیائی لیگ۔ اور سب سے بڑھ کر اقوام متحدہ اور سلامتی کونسل جیسی تنظیمیں مصروف عمل ہیں۔ مگر مقصد حاصل نہیں ہو رہا۔ بلکہ دن بدن دنیا ہلاکت و بربادی کے قریب ہوتی جا رہی ہے۔

ہماری قطعی رائے بلکہ عقیدہ ہے۔ کہ اس کی اصل وجہ صرف اور صرف یہ ہے کہ قومیں اور جماعتیں اپنے اپنے ناقص اور متضاد عقلوں، فکروں، اور تدبیروں کی روشنی میں اپنے محدود مفادات پر سوچتی اور پھر اس کے موافق حرکت کرتی ہیں۔ وہ اگر قیود و حدود سے باہر ہو کر واقعی اعلےٰ سطح پر صرف بنی نوع انسان کے مفاد پر سوچتیں۔ اور یہ غور و تدبّر بھی کامل رہنمائی یعنی آسمانی ہدایت کی روشنی میں ہوتا جس میں غلطی کا امکان ہی نہیں ہے ۔۔۔ تو اشرف المخلوقات آج بہیمیت درندگی خودکشی ہلاکت اور ہلاکت آفرینیوں کے دامِ اشتیاق میں ہرگز نہ پھنسا ہوتا۔ آج روسی اشتراکیت سے لے کر امریکن جمہوریّت تک۔ ایک کٹّر مذہبی آدمی سے لے کر دہریہ تک یہ مانتے اور ماننے پر مجبور ہیں۔ کہ خلافتِ راشدہ اسلام کے قرنِ اوّل خلافت راشدہ اور خاصکر عہدِ صدیقی اور عہدِ فاروقی سے بڑھ کر عدل و مساوات۔ حق پرستی و خدا ترسی اور عوام و خواص کے لئے رحمتِ مجسم، نظامِ حکومت کی کوئی مثال نہیں مل سکتی۔ قَاتَلَهُمُ اللّٰهُ اَنّٰى يُؤْفَكُوْنَ ٥

یہ بھید وہ علیم بذات الصدور ہی جانے۔ کہ کیوں جانتے بوجھتے ہوئے مخلوق قعرِ ہلاکت میں گری جا رہی ہے۔ اس تمام طوفانِ بدتمیزی میں ایک ذرا سی روشنی نظر آ رہی ہے۔ جو ممکن ہے شبِ دیجور ختم ہونے اور روشن دن آ جانے کی نشانی ہو۔ وہ یہ کہ آج مشرق سے مغرب تک میں جاپان و امریکہ اور دیگر ممالک میں اسلام سے دلچسپی بڑھ رہی ہے۔ اسلام کا مطالعہ شروع ہے۔ بہت ممکن ہے۔ کہ ان فسادات کے نتیجہ میں مسلمانوں کے عقیدہ کے مطابق حضرت مہدی علیہ السلام کا ظہور ہو جائے جس کے چند سال بعد حضرت مسیح عیسٰی ابن مریم علیہ السلام کا آسمان سے نزول ہوتا ہے جو دجّال کو قتل اور یہودی لشکر کا خاتمہ کرنے کے بعد تمام دنیا کو اسلام کی طرف دعوت دیں گے۔ اس وقت اسلام دُنیا کا عالمگیر مذہب بن جائے گا۔ بھیڑ اور بھیڑیا ایک گھاٹ سے پانی پئیں گے۔ مال و زر کی بہتات ہوگی۔ برکات کا نزول ہوگا۔ کوئی شخص صدقہ اور خیرات قبول کرنے والا نہ ملے گا۔ اسلام و ایمان دنیا و مافیہا سے پیارا ہوگا ۔۔۔!

یہ کون نہیں جانتا۔ کہ اگر عوام و خواص قرنِ اوّل کی طرح سادہ زندگی اختیار کر لیں تو تباغض و تغابن ختم ہو جائے۔ جاہ و اقتدار کی جنگ کو دُنیا بھول جائے۔ مقصدِ زندگی یہ زندگی ہی نہ ہو۔ بلکہ اگلی زندگی کا سنوارنا ہو تو دنیا کیوں جنّت کا نمونہ نہ بن جائے۔ اور موجودہ ذرائع اور وسائل ہی کیوں چین و اطمینان کے لئے کافی نہ ہوں۔ جب اجتماعی رقابتیں نہ رہیں اور افراد کا یہ عالم ہو جائے کہ بشری کمزوری سے اگر کوئی لغزش ہو بھی جائے تو خود حاضرِ عدالت ہو کر سزا جاری کرنے اور آخرت کے لئے صاف ہو جانے کی صرف خواہش ہی نہیں بلکہ اصرار کرنے لگیں۔ تو وہ وقت وہی ہوگا جب کہ اجتماعی طور پر منشاء خلق جن و انس کی تکمیل ہو جائے گی۔ وہ منشاء الٰہی اور مقصدِ خلق قرآنی بیان کے مطابق عبادت بندگی اور اللہ تعالےٰ کی معرفت ہے کہ مخلوق اپنے خالق و مالک کو پہچان کر اس کے منشاء کے مطابق چلنا شروع کر دے اپنے ارادے، اپنی خواہش اور اپنی عقل و فکر کو سراسر اس کے ارادے کے تابع اور اس کے احکام کے مطابق کر کے بحرِ ہستی پر کشتیٔ عمر کو چلاتے ہوئے چشمۂ حیوال (آبِ حیات) پر فائز اور دائمی مسرّتوں سے ہمکنار ہو۔

انفرادی یا انفرادی طور پر مقصدِ تخلیق کی تکمیل تب ہوئی۔ جب کہ اللہ تعالےٰ نے عبدِ کامل پیدا فرمایا۔ جس کی ابتداء و انتہا، جس کا بچپن اور جوانی اور جس کی عمر پاک کا لمحہ لمحہ عبدیت و عبودیت کا مظہر تھا۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلٰى آلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَبَارِكْ وَسَلِّمْ۔

پھر جماعتی طور پر اس مقصدِ عظیم کی تکمیل تب ہوئی۔ جب کہ اس مُحبّ و محبوب صادق و مصدوق اور ہادیٔ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت اور تعلیم و تزکیہ سے صحابۂ کرام رضی اللہ تعالےٰ عنہم کی وہ جماعت دُنیا کی آنکھوں نے دیکھی ہے۔ جو اس سے پہلے کبھی نہیں دیکھی تھی۔ جن کی پیشینگوئیاں سابقہ آسمانی کتابوں میں موجود تھیں۔ ذٰلِكَ مَثَلُهُمْ فِى التَّوْرٰىةِ وَ مَثَلُهُمْ فِى الْاِنْجِيْلِ۔

اور جن کی برکت سے ایک صدی کے اندر اندر ربع مسکون (آباد دُنیا) کا اکثر حصّہ اسلام کی نورانیت سے جگمگا اٹھا۔ (باقی صٗ پر دیکھئے)

احادیث الرسول صلی اللہ علیہ وسلم

غیر مسلم کی عیادت کا بیان

عَنْ اَنَسٍ قَالَ کَانَ غُلَامٌ یَھُوْدِیٌّ یَخْدِمُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَمَرِضَ فَاَتَاہُ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَعُوْدُہٗ فَقَعَدَ عِنْدَ رَاْسِہٖ فَقَالَ لَہٗ اَسْلِمْ فَنَظَرَ اِلٰی اَبِیْہِ وَھُوَ عِنْدَہٗ فَقَالَ اَطِعْ اَبَا الْقَاسِمِ فَاَسْلَمَ فَخَرَجَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَھُوَ یَقُوْلُ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ اَنْقَذَہٗ مِنَ النَّارِ رواہ البخاری

ترجمہ:- حضرت انسؓ کہتے ہیں۔ کہ ایک یہودی لڑکا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت کیا کرتا تھا۔ وہ بیمار ہوا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم اس کی عیادت، کو تشریف لے گئے اور اس کے سرہانے بیٹھ کر آپؐ نے فرمایا۔ اسلام قبول کر لے۔ لڑکے نے اپنے باپ کی طرف دیکھا جو اس کے قریب ہی بیٹھا ہوا تھا۔ اس کے باپ نے کہا۔ ابوالقاسم (یعنی نبی صلی اللہ علیہ وسلم) کی اطاعت کر۔ (یعنی جو کچھ انہوں نے کہا ہے اس) کو قبول کر۔ چنانچہ لڑکے نے اسلام قبول کر لیا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم وہاں سے واپس ہوئے تو صحابہؓ سے فرمایا۔ وہ خداوند بزرگ و برتر ہر قسم کی تعریف کا مستحق ہے۔ جس نے اس لڑکے کو دوزخ سے نجات دی۔

عیادت کی فضیلت

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ عَادَ مَرِیْضًا نَادٰی مُنَادٍ مِنَ السَّمَآءِ طِبْتَ وَطَابَ مَمْشَاکَ وَتَبَوَّاْتَ مِنَ الْجَنَّۃِ مَنْزِلًا رواہ ابن ماجۃ۔

ترجمہ:- حضرت ابوہریرہؓ کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جو شخص بیمار کی عیادت کرتا ہے تو ایک فرشتہ آسمان سے پکار کر کہتا ہے تجھ کو دنیا اور آخرت میں خوشی میسّر ہو اور دنیا و آخرت میں تیرا چلنا مبارک ہو اور تجھ کو جنّت میں ایک بڑا مرتبہ حاصل ہو۔

ایک جنّتی عورت کا واقعہ

عَنْ عَطَاءِ بْنِ اَبِیْ رَبَاحٍ قَالَ قَالَ لِیْ اِبْنُ عَبَّاسٍ اَلَا اُرِیْکَ امْرَاَۃً مِنْ اَھْلِ الْجَنَّۃِ قُلْتُ بَلٰی قَالَ ھٰذِہِ الْمَرْاَۃُ السَّوْدَاءُ اَتَتِ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اِنِّیْ اُصْرَعُ وَاِنِّیْ اَتَکَشَّفُ فَادْعُ اللّٰہَ لِیْ فَقَالَ اِنْ شِئْتِ صَبَرْتِ وَلَکِ الْجَنَّۃُ وَاِنْ شِئْتِ دَعَوْتُ اللّٰہَ اَنْ یُّعَافِیَکِ فَقَالَتْ اَصْبِرُ فَقَالَتْ اِنِّیْ اَتَکَشَّفُ فَادْعُ اللّٰہَ اَنْ لَّا اَتَکَشَّفَ فَدَعَا لَھَا.... مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ۔

ترجمہ:- حضرت عطاء بن ابی رباحؓ کہتے ہیں کہ مجھ سے ابن عباسؓ نے کہا کیا میں تم کو ایک جنّتی عورت دکھلاؤں۔ میں نے کہا۔ ہاں۔ ابن عباسؓ نے کہا۔ اس کالی عورت نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھ کو مرگی کا دورہ پڑتا ہے اور مجھ کو ڈر ہے۔ کہ دورہ کی حالت میں بے خودی میں کہیں میرا جسم نہ کھل جائے۔ آپ میرے لئے دعا فرمایئے۔ آپؐ نے فرمایا۔ اگر تو چاہے تو (اس بیماری پر) صبر کر خدا تجھ کو جنّت عطا فرمائے گا۔ اور چاہے تو میں تیرے لئے دعا کروں کہ خدا تجھ کو اس بیماری سے شفا عطا فرمائے۔ عورت نے کہا۔ میں صبر کروں گی۔ لیکن آپ دعا کیجئے کہ دورہ کے وقت میرا ستر نہ کھلے۔ آپؐ نے اس کے لئے دعا کر دی۔

بیماری گناہوں کا کفّارہ ہے

عَنْ یَحْیَ ابْنِ سَعِیْدٍ قَالَ اِنَّ رَجُلًا جَاءَہُ الْمَوْتُ فِیْ زَمَنِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ رَجُلٌ ھَنِیْئًا لَہٗ مَاتَ وَلَمْ یُبْتَلَ بِمَرَضٍ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَیْحَکَ مَا یُدْرِیْکَ اَنَّ اللّٰہَ ابْتَلَاہُ بِمَرَضٍ فَکَفَّرَ عَنْہُ مِنْ سَیِّئَاتِہٖ رواہ مالک مرسلا

ترجمہ:- حضرت یحیٰ بن سعیدؓ کہتے ہیں۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ایک شخص کا انتقال ہوا۔ ایک شخص نے کہا کہ مبارک ہوا اس کا مرنا کہ (بغیر کسی تکلیف کے مر گیا) اور بیماری میں مبتلا نہیں ہوا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ سُن کر فرمایا۔ افسوس ہے تجھ پر تو کیا جانتا ہے۔ اگر خدا اس کو بیماری میں مبتلا کرتا تو یہ بیماری اس کے گناہوں کا کفّارہ ہوتی۔

عَنْ شَدَّادِ بْنِ اَوْسٍ وَالصُّنَابِحِیِّ اَنَّھُمَا دَخَلَا عَلٰی رَجُلٍ مَرِیْضٍ یَعُوْدَانِہٖ فَقَالَا لَہٗ کَیْفَ اَصْبَحْتَ قَالَ اَصْبَحْتُ بِنِعْمَۃٍ قَالَ شَدَّادٌ اَبْشِرْ بِکَفَّارَاتِ السَّیِّئَاتِ وَحَطِّ الْخَطَایَا فَاِنِّیْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ اِنَّ اللّٰہَ عَزَّ وَجَلَّ یَقُوْلُ اِذَا اَنَا ابْتَلَیْتُ عَبْدًا مِنْ عِبَادِیْ مُؤْمِنًا فَحَمِدَنِیْ عَلٰی مَا ابْتَلَیْتُہٗ فَاِنَّہٗ یَقُوْمُ مِنْ مَضْجَعِہٖ ذٰلِکَ کَیَوْمٍ وَلَدَتْہُ اُمُّہٗ مِنَ الْخَطَایَا وَیَقُوْلُ الرَّبُّ تَبَارَکَ وَتَعَالٰی اَنَا قَیَّدْتُ عَبْدِیْ وَابْتَلَیْتُہٗ فَاجْرُوْا لَہٗ مَا کُنْتُمْ تُجْرُوْنَ لَہٗ وَھُوَ صَحِیْحٌ رواہ احمد۔

ترجمہ:- حضرت شداد بن اوسؓ اور صنابحی کہتے ہیں کہ وہ دونوں ایک مریض کی عیادت کو گئے اور اس سے کہا تو نے کیونکر صبح کی۔ اس نے کہا خدا کا شکر ہے۔ میں نے نعمتِ الٰہی پر صبح کی۔ انہوں نے کہا خوش ہو گناہوں کے دُور ہونے اور خطاؤں کے صاف ہو جانے سے۔ اس لئے کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ سُنا ہے کہ خداوند تعالےٰ فرماتا ہے۔ کہ جب میں اپنے مومن بندوں میں سے کسی کو بیماری میں مبتلا کرتا ہوں اور وہ اس ابتلاء پر میری تعریف کرتا ہے تو وہ اپنے بستر علالت سے ایسا پاک و صاف اُٹھتا ہے جیسا کہ اس کی ماں نے آج ہی اُس کو جنا ہے اور کوئی گناہ اس کا باقی نہیں رہتا۔ اور خداوند تعالےٰ فرماتا ہے میں نے اپنے بندے کو قید کیا۔ اور مصیبت میں ڈالا۔ اور اس کا امتحان کیا۔ پس اے فرشتو تم اس کے نامۂ اعمال میں وہی عمل لکھو جو اس کی صحت کی حالت میں لکھتے تھے۔ یعنی اعمال صالحہ۔

عَنْ عَائِشَۃَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا کَثُرَتْ ذُنُوْبُ الْعَبْدِ وَلَمْ یَکُنْ لَہٗ مَا یُکَفِّرُھَا مِنَ الْعَمَلِ ابْتَلَاہُ اللّٰہُ بِالْحُزْنِ لِیُکَفِّرَھَا عَنْہُ رَوَاہُ اَحْمَدُ۔

ترجمہ:- حضرت عائشہؓ کہتی ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ جب بندے کے گناہ زیادہ ہو جاتے ہیں۔ اور اس کے اعمال میں کوئی ایسی چیز نہیں ہوتی۔ جو اس کے گناہوں کا کفارہ ہو سکے۔ تو خدا تعالےٰ اس کو غم و الم میں مُبتلا کر دیتا ہے۔ تاکہ اس کے گناہوں کا کفّارہ ہو سکے۔

خط و کتابت کرتے وقت اپنے خریداری نمبر کا حوالہ ضرور دیں۔ اور اپنا پتہ صاف اور خوشخط لکھیئے۔

خطبۂ یوم الجمعۃ ۱۸ رجب المرجب ۱۳۸۰ھ مطابق ۶ جنوری ۱۹۶۱ء

از: جناب شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب مدظلہ العالی دروازہ شیرانوالہ - لاہور

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم الحمد للہ وکفیٰ وسلامٌ علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ اما بعد

انسانوں کی قرآن میں دو قسمیں کی گئی ہیں

ایک قسم: خوش نصیب انسانوں کی ——— !!

دوسری قسم: بدنصیب انسانوں کی ——— !!

پہلی قسم کے شواہد

پہلا شاہد

وَ بَشِّرِ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اَنَّ لَهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ط كُلَّمَا رُزِقُوْا مِنْهَا مِنْ ثَمَرَةٍ رِّزْقًا لا قَالُوْا هٰذَا الَّذِیْ رُزِقْنَا مِنْ قَبْلُ لا وَ اُتُوْا بِهٖ مُتَشَابِهًا ط وَ لَهُمْ فِیْهَا اَزْوَاجٌ مُّطَهَّرَةٌ وَ هُمْ فِیْهَا خٰلِدُوْنَ ٥ (سورۃ البقرۃ - رکوع ۳ پارہ ۱)۔

ترجمہ:- اور ان لوگوں کو خوشخبری دے جو ایمان لائے۔ اور اچھے کام کئے۔ کہ ان کے لئے باغ ہیں۔ ان کے نیچے نہریں بہتی ہیں۔ جب انہیں وہاں کا کوئی پھل کھانے کو ملے گا۔ تو کہیں گے یہ تو وہی ہے۔ جو ہمیں اس سے پہلے ملا تھا۔ اور انہیں ہم شکل پھل دیئے جائیں گے۔ اور ان کے لئے وہاں پاکیزہ عورتیں ہوں گی۔ اور وہ وہیں ہمیشہ رہیں گے۔

حاصل

یہ ہے کہ ایماندار اور نیکوکاروں کو سابقہ اعمال صالحہ کے باعث جو دنیا میں کئے تھے یہ جزاء خیر ملے گی۔ باغ ہوں گے جن کے نیچے نہریں بہتی ہوں گی۔ چونکہ آخرت کے پھل ہم شکل ہوں گے۔ جب انہیں وہ ہم شکل دنیا کے پھل دیئے جائیں گے۔ تو بہشتی کہیں گے۔ یہ پھل تو ہم نے دنیا میں کھائے تھے۔ حالانکہ دنیا کے پھلوں اور آخرت کے پھلوں میں زمین آسمان کا لذّت میں فرق ہو گا۔ مگر شکل میں ہم شکل ہونگے اور وہاں انہیں پاک بیویاں بھی ملیں گی۔ جنہیں اُن سے پہلے کسی نے استعمال نہیں کیا ہو گا۔ اور ان باغوں میں سدا رہینگے۔ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنَا مِنْهُمْ بِرَحْمَتِكَ یَا اَرْحَمَ الرّٰحِمِیْنَ ٥

دوسرا شاہد

وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ ج هُمْ فِیْهَا خٰلِدُوْنَ ٥ (سورۃ البقرۃ رکوع ۹ پارہ ۱)۔

ترجمہ:- اور جو لوگ ایمان لائے۔ اور نیک کام کئے۔ وہی بہشتی ہیں۔ وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے۔

حاصل

کہ جو لوگ ایمان لائے اور نیک کام کئے۔ نیک وہ کام ہیں۔ جن سے اللہ تعالےٰ راضی ہو۔ علماء کرام ہمیشہ ہر مرد و عورت کے کان تک جو ہر مسلمان مرد و عورت کو تقریر سے تحریر سے نیکی کے کاموں کی فہرست سناتے رہتے ہیں۔ وہ یہ کام ہیں۔ کلمۂ توحید لا الٰہ الا اللہ محمد الرسول اللہ پڑھنے کے بعد پنج وقتہ نماز پڑھو۔ رمضان مبارک کے روزے رکھو۔ اور مال زکوٰۃ کے قابل ہے۔ تو زکوٰۃ دو۔ اور حج پر جانے کی توفیق ہے۔ تو حج کرنے کے لئے جاؤ۔

اور یہ بھی

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔ مَنْ تَرَكَ الصَّلٰوةَ مُتَعَمِّدًا فَقَدْ كَفَرَ۔

ترجمہ:- جو شخص جان بوجھ کر پھر نماز نہ پڑھے۔ وہ کافر ہے۔

کتنا سخت وعید ہے۔ العیاذ باللہ۔

اے برادران اسلام!

پڑھو یا نہ پڑھو۔ تم جانو۔ قیامت کے دن یہ عذر نہیں کر سکو گے۔ کہ ہمیں کسی نے بتلایا نہیں تھا۔

وَ مَا عَلَیْنَا اِلَّا الْبَلَاغ

تیسرا شاہد

اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَ اَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَ اٰتَوُا الزَّكٰوةَ لَهُمْ اَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ ج وَ لَا خَوْفٌ عَلَیْهِمْ وَلَا هُمْ یَحْزَنُوْنَ ٥ (سورۃ البقرۃ رکوع ۳۸ پارہ ۳)۔

ترجمہ:- جو لوگ ایمان لائے۔ اور نیک کام کئے۔ اور نماز کو قائم رکھا۔ اور زکوٰۃ دیتے رہے۔ تو ان کے رب کے ہاں اُن کا اجر ہے اور ان پر کوئی خوف نہ ہو گا۔ اور نہ وہ غمگین ہوں گے۔

چار کاموں

پر نجات اُخروی موقوف ہوئی۔ ایمان۔ عمل صالح۔ اقامۃ الصلوٰۃ۔ زکوٰۃ دینا۔

عمل صالح

وہ ہے جو بارگاہ الٰہی میں پسند ہو۔ اگر پسند نہیں ہے۔ تو وہ مقبول نہیں ہے۔ بلکہ مردود ہے۔ مثلاً نماز دکھلاوے کے لئے پڑھی۔ تو یہ نماز مقبول نہیں ہو گی۔ بلکہ اللہ تعالےٰ کی بارگاہ میں مردود ہو گی۔

چوتھا شاہد

وَ اَمَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فَیُوَفِّیْهِمْ اُجُوْرَهُمْ ط وَ اللّٰهُ لَا یُحِبُّ الظّٰلِمِیْنَ ٥ (سورۃ آل عمران ۶ پ ۳)۔

ترجمہ:- اور جو لوگ ایمان لائے۔ اور نیک کام کئے۔ انہیں اُن کا حق پورا دیدیگا۔ اور اللہ ظلم کو پسند نہیں کرتا۔

حاصل

اس آیت کا یہ ہوا۔ کہ جو لوگ ایمان لائے اور نیک اعمال کئے۔ ایسے لوگوں کو اللہ تعالےٰ پورا معاوضہ عطا فرمائے گا۔ اللہ تعالیٰ جب ظلم کو پسند نہیں کرتا۔ تو خود اپنے دوستوں پر کیسے ظلم کرے گا۔

پانچواں شاہد

وَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ سَنُدْخِلُهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِیْنَ فِیْهَا اَبَدًا ط لَهُمْ فِیْهَا اَزْوَاجٌ مُّطَهَّرَةٌ وَ نُدْخِلُهُمْ ظِلًّا ظَلِیْلًا ٥ (سورۃ النساء رکوع ۸ پ ۵)۔

ترجمہ:۔ اور جو لوگ ایمان لائے۔ اور نیک کام کئے۔ انہیں ہم ایسے باغوں میں داخل کریں گے۔ جن کے نیچے نہریں بہتی ہوں گی۔ اُن میں ہمیشہ ہمیشہ رہنے والے ہوں گے۔ اُن کے لئے وہاں ستھری عورتیں ہوں گی۔ اور ہم انہیں گھنی چھاؤں میں رکھیں گے۔

حاصل

ایمان لانے والے اور نیکوکاروں کے لئے بہشت تیار ہیں۔ جن کے نیچے نہریں بہتی ہوں گی۔ ان کے لئے بہشتوں میں پاک بیویاں رکھی گئی ہیں اور گھنی چھاؤں میں رہیں گے۔ جہاں کسی قسم کی انہیں گرمی محسوس نہ ہو گی۔

چھٹا شاہد

وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ سَنُدْخِلُهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ط وَعْدَ اللّٰهِ حَقًّا ط وَمَنْ اَصْدَقُ مِنَ اللّٰهِ قِيْلًا۔
(سورۃ النساء ع ۱۸ پ ۵)۔

ترجمہ:۔ اور جو لوگ ایمان لائے۔ اور اچھے کام کئے۔ انہیں ہم باغوں میں داخل کریں گے۔ جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں۔ ان میں ہمیشہ رہیں گے۔ اللہ کا وعدہ سچا ہے اور اللہ سے زیادہ سچا کون ہے۔

حاصل

یہ ہے کہ اللہ تعالےٰ ایمان لانے والوں اور نیک عمل کرنے والوں کو بہشتوں میں داخل کرے گا۔ جن باغوں میں نہریں بہتی ہوں گی۔ ہمیشہ ان باغوں میں رہیں گے۔ یہ اعلان اللہ تعالےٰ کی طرف سے ہے۔ اور اللہ تعالےٰ سے بڑھ کر کون سچا ہو سکتا ہے۔

ساتواں شاہد

وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّاَجْرٌ عَظِيْمٌ
(سورۃ المائدہ رکوع ۲ پارہ ۶)۔

ترجمہ:۔ اللہ (تعالےٰ) نے ایمان والوں سے اور جو نیک کام کرتے ہیں بخشش اور بڑے اجر کا وعدہ کیا ہے۔

اے غافل

انسانو! کیا ایمان اور نیک کام کرنے میں کوئی بوجھ اٹھانا پڑتا ہے۔ بڑے ہی بدنصیب وہ لوگ ہیں۔ جو ایسے نیک کام کر کے بھی بہشت میں نہ جائیں۔

....

آٹھواں شاہد

وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَا نُكَلِّفُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَآ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ ج هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ۝
(سورۃ الاعراف ع ۵ پ ۸)۔

ترجمہ:۔ اور جو ایمان لائے اور نیکیاں کیں۔ ہم کسی پر بوجھ نہیں رکھتے۔ مگر اس کی طاقت کے موافق۔ وہی بہشتی ہیں۔ وہ اس میں ہمیشہ رہنے والے ہیں۔

حاصل

جو ایمان لائے۔ اور نیکیاں کیں۔ نیکیاں بھی اپنی توفیق کے مطابق کیں۔ وہ بہشتی ہیں اور ان میں ہمیشہ رہنے والے ہونگے۔

دوسری قسم پر شواہد
بدنصیب انسانوں کی قسم

پہلا شاہد

وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَكَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَآ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ج هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ
(سورۃ البقرۃ ع ۴ پ ۱)۔

ترجمہ:۔ اور جو انکار کریں گے۔ اور ہماری آیتوں کو جھٹلائیں گے۔ وہی دوزخی ہوں گے۔ جو اس میں ہمیشہ رہیں گے۔

حاصل

یہ ہے۔ کہ جو لوگ اللہ تعالےٰ کی آیتوں کے ماننے سے انکار کریں گے۔ اور آیتوں کو جھٹلائیں گے۔ وہ دوزخ میں داخل کئے جائیں گے۔ اور وہ دوزخ میں ہمیشہ رہینگے۔

دوسرا شاہد

اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَنْ تُغْنِيَ عَنْهُمْ اَمْوَالُهُمْ وَلَآ اَوْلَادُهُمْ مِّنَ اللّٰهِ شَيْـًٔا ط وَاُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ۝ (سورۃ آل عمران رکوع ۱۲ پارہ ۴)۔

ترجمہ:۔ بے شک جو لوگ کافر ہیں ان کے مال اور اولاد اللہ (تعالےٰ) کے مقابلے میں کچھ کام نہ آئیں گے۔ اور وہی لوگ دوزخی ہیں۔ وہ اس آگ میں ہمیشہ رہنے والے ہوں گے۔

حاصل

یہ کہ جن لوگوں نے احکام الٰہی کے ماننے سے انکار کر دیا۔ ان کے مال اور اولاد خواہ کتنی ہی ہو۔ یہ ہر دو چیزیں انہیں اللہ (تعالیٰ) کے عذاب سے نہیں بچا سکیں گی۔

تیسرا شاہد

وَالَّذِيْنَ كَسَبُوا السَّيِّاٰتِ جَزَآءُ سَيِّئَةٍ ۢبِمِثْلِهَا ۙ وَتَرْهَقُهُمْ ذِلَّةٌ ط مَا لَهُمْ مِّنَ اللّٰهِ مِنْ عَاصِمٍ ج كَاَنَّمَآ اُغْشِيَتْ وُجُوْهُهُمْ قِطَعًا مِّنَ الَّيْلِ مُظْلِمًا ط اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ج هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ۝ (سورۃ یونس رکوع ۳ پارہ ۱۱)۔

ترجمہ:۔ اور جن لوگوں نے (دنیا میں) برے کام کئے۔ تو برائی کا بدلہ ویسا ہی ہو گا۔ اور ان پر ذلت چھائے گی۔ اور انہیں اللہ (تعالےٰ) سے بچانے والا کوئی نہ ہو گا۔ گویا کہ ان کے مونہوں پر اندھیری رات کے ٹکڑے اوڑھا دیئے گئے ہیں۔ یہی دوزخی ہیں۔ وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے۔

حاصل

یہ ہے کہ دین میں جن لوگوں نے برائی کی ہے۔ تو انہیں آخرت میں اس کا نتیجہ بھگتنا پڑے گا۔

چوتھا شاہد

وَيَسْتَعْجِلُوْنَكَ بِالسَّيِّئَةِ قَبْلَ الْحَسَنَةِ وَقَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِمُ الْمَثُلٰتُ ط وَاِنَّ رَبَّكَ لَذُوْ مَغْفِرَةٍ لِّلنَّاسِ عَلٰى ظُلْمِهِمْ ج وَاِنَّ رَبَّكَ لَشَدِيْدُ الْعِقَابِ ۝ (سورۃ الرعد ع ۱ پ ۱۳)

ترجمہ:۔ اور تجھ سے بھلائی سے پہلے برائی کو جلد مانگتے ہیں۔ اور ان کے پہلے بہت سے عذاب گذر چکے ہیں۔ اور بیشک تیرا رب لوگوں کو باوجود ان کے ظلم کے معاف بھی کرتا ہے۔ اور تیرے رب کا عذاب بھی بڑا سخت ہے۔

حاصل

یہ ہے کہ یہ لوگ تو بھلائی سے پہلے برائی مانگتے ہیں۔ مگر تیرا رب باوجود ظلم کے معاف کرنے والا ہے۔ اور تیرے رب کا عذاب بھی آئے تو بڑا سخت ہوتا ہے۔

پانچواں شاہد

وَنَادٰٓى اَصْحٰبُ النَّارِ اَصْحٰبَ الْجَنَّةِ اَنْ اَفِيْضُوْا عَلَيْنَا مِنَ الْمَآءِ اَوْ مِمَّا رَزَقَكُمُ اللّٰهُ ط قَالُوْٓا اِنَّ اللّٰهَ حَرَّمَهُمَا عَلَى الْكٰفِرِيْنَ ۝ الَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا دِيْنَهُمْ لَهْوًا وَّلَعِبًا وَّغَرَّتْهُمُ الْحَيٰوةُ

الدُّنْيَا ۚ فَالْيَوْمَ نَنْسٰهُمْ كَمَا نَسُوْا لِقَآءَ يَوْمِهِمْ هٰذَا ۙ وَمَا كَانُوْا بِاٰيٰتِنَا يَجْحَدُوْنَ ٥ (سورۃ الاعراف ع۶ پ۸)۔

ترجمہ:- اور دوزخ والے بہشت والوں کو پکاریں گے۔ کہ ہم پر تھوڑا سا پانی بہا دو۔ یا کچھ اس چیز میں سے دو۔ جو تمہیں اللہ تعالیٰ نے رزق دیا ہے۔ وہ کہیں گے۔ بیشک اللہ تعالیٰ نے ان دونوں چیزوں کو کافروں پر حرام کیا ہے۔ جنہوں نے اپنا دین تماشا اور کھیل بنایا۔ اور انہیں دنیا کی زندگی نے دھوکے میں ڈال دیا ہے۔ سو آج ہم انہیں بھلا دیں گے۔ جس طرح انہوں نے اس دن کی ملاقات کو بھلا دیا تھا۔ اور جیسا وہ ہماری آیتوں سے انکار کرتے تھے۔

چھٹا شاہد

اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا يُنَادَوْنَ لَمَقْتُ اللّٰهِ اَكْبَرُ مِنْ مَّقْتِكُمْ اَنْفُسَكُمْ اِذْ تُدْعَوْنَ اِلَى الْاِيْمَانِ فَتَكْفُرُوْنَ ٥ (سورۃ المؤمن رکوع ۲ پارہ ۲۴)۔

ترجمہ:- بے شک جو لوگ کافر ہیں۔ انہیں پکار کر کہا جائے گا۔ کہ جیسی تمہیں (اس وقت) اپنے سے نفرت ہے۔ اس سے بڑھ کر اللہ (تعالیٰ) کو تم سے نفرت تھی۔ جبکہ تم ایمان کی طرف بلائے جاتے تھے۔ پھر نہیں مانا کرتے تھے۔

حاصل

یہ کہ ان دوزخیوں کو اسلام کی طرف دعوت دی جاتی تھی۔ پھر دنیا کے مال و اسباب کے نشہ میں اس دعوت الی اللہ کا انکار کرتے تھے۔

ساتواں شاہد

اَوَلَمْ يَسِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ فَيَنْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِيْنَ كَانُوْا مِنْ قَبْلِهِمْ ۭ كَانُوْا هُمْ اَشَدَّ مِنْهُمْ قُوَّةً وَّاٰثَارًا فِي الْاَرْضِ فَاَخَذَهُمُ اللّٰهُ بِذُنُوْبِهِمْ ۭ وَمَا كَانَ لَهُمْ مِّنَ اللّٰهِ مِنْ وَّاقٍ ٥ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ كَانَتْ تَّاْتِيْهِمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ فَكَفَرُوْا فَاَخَذَهُمُ اللّٰهُ ۭ اِنَّهٗ قَوِيٌّ شَدِيْدُ الْعِقَابِ ٥ (سورۃ المؤمن ع۳ پ۲۴)۔

ترجمہ:- کیا انہوں نے زمین میں سیر نہیں کی۔ کہ وہ دیکھتے۔ ان لوگوں کا انجام کیسا تھا۔ جو ان سے پہلے ہو گذرے ہیں۔ وہ قوت میں ان سے بڑھ کر تھے۔ اور زمین میں آثار کے اعتبار سے بھی۔ پھر اللہ تعالیٰ نے انہیں ان گناہوں سے پکڑا۔ اور ان کے لئے اللہ سے کوئی بچانے والا نہ تھا۔ یہ اس لئے کہ ان کے پاس ان کے رسول روشن دلیلیں لے کر آتے تھے۔ تو وہ انکار کرتے تھے۔ پس انہیں اللہ تعالیٰ نے پکڑ لیا۔ بے شک وہ قوت والا سخت عذاب دینے والا ہے۔

آٹھواں شاہد

وَلِلَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِرَبِّهِمْ عَذَابُ جَهَنَّمَ ۭ وَبِئْسَ الْمَصِيْرُ ٥ اِذَآ اُلْقُوْا فِيْهَا سَمِعُوْا لَهَا شَهِيْقًا وَّهِيَ تَفُوْرُ ٥ تَكَادُ تَمَيَّزُ مِنَ الْغَيْظِ ۭ كُلَّمَآ اُلْقِيَ فِيْهَا فَوْجٌ سَاَلَهُمْ خَزَنَتُهَآ اَلَمْ يَاْتِكُمْ نَذِيْرٌ ٥ قَالُوْا بَلٰى قَدْ جَآءَنَا نَذِيْرٌ ۙ فَكَذَّبْنَا وَقُلْنَا مَا نَزَّلَ اللّٰهُ مِنْ شَيْءٍ ښ اِنْ اَنْتُمْ اِلَّا فِيْ ضَلٰلٍ كَبِيْرٍ ٥ وَقَالُوْا لَوْ كُنَّا نَسْمَعُ اَوْ نَعْقِلُ مَا كُنَّا فِيْٓ اَصْحٰبِ السَّعِيْرِ ٥ فَاعْتَرَفُوْا بِذَنْۢبِهِمْ ۚ فَسُحْقًا لِّاَصْحٰبِ السَّعِيْرِ ٥ (سورۃ الملک ع۱ پ۲۹)۔

ترجمہ:- اور جنہوں نے اپنے رب کا انکار کیا ہے۔ ان کے لئے جہنم کا عذاب ہے۔ اور وہ بہت ہی بری جگہ ہے۔ جب اس میں ڈالے جائیں گے۔ تو اس کے شور کی آواز سنیں گے۔ اور وہ جوش مارتی ہو گی۔ ایسا معلوم ہو گا۔ کہ جوش کی وجہ سے ابھی پھٹ پڑے گی۔ جب اس میں ایک گروہ ڈالا جائے گا۔ تو ان سے دوزخ کے داروغہ پوچھیں گے۔ کیا تمہارے پاس کوئی ڈرانے والا نہیں آیا تھا۔ وہ کہیں گے ہاں۔ بے شک ہمارے پاس ڈرانے والا آیا تھا۔ پر ہم نے جھٹلا دیا۔ اور کہدیا کہ اللہ (تعالیٰ) نے کچھ بھی نازل نہیں کیا۔ تم خود بڑی گمراہی میں پڑے ہوئے ہو۔ اور کہیں گے۔ کہ اگر ہم نے سنا یا سمجھا ہوتا۔ تو ہم دوزخیوں میں نہ ہوتے۔ پھر وہ اپنے گناہ کا اقرار کریں گے۔ سو دوزخیوں پر پھٹکار ہے۔

نواں شاہد

وَاَصْحٰبُ الشِّمَالِ ۥ مَآ اَصْحٰبُ الشِّمَالِ ٥ فِيْ سَمُوْمٍ وَّحَمِيْمٍ ٥ وَّظِلٍّ مِّنْ يَّحْمُوْمٍ ٥ لَّا بَارِدٍ وَّلَا كَرِيْمٍ ٥ اِنَّهُمْ كَانُوْا قَبْلَ ذٰلِكَ مُتْرَفِيْنَ ٥ وَكَانُوْا يُصِرُّوْنَ عَلَى الْحِنْثِ الْعَظِيْمِ ٥ وَكَانُوْا يَقُوْلُوْنَ ۥ اَئِذَا مِتْنَا وَكُنَّا تُرَابًا وَّعِظَامًا ءَاِنَّا لَمَبْعُوْثُوْنَ ٥ (سورۃ واقعہ پ ۲۷ ع ۲)۔

ترجمہ:- اور بائیں والے کیسے برے ہیں بائیں والے۔ وہ لوؤں اور کھولتے پانی میں ہوں گے۔ اور سیاہ دھوئیں کے سایہ میں جو نہ ٹھنڈا ہو گا۔ اور نہ راحت بخش ہے۔ بے شک وہ اس سے پہلے خوشحال تھے۔ اور بڑے گناہ (شرک) پر اصرار کیا کرتے تھے۔ اور کہا کرتے تھے۔ کہ جب ہم مر جائیں گے۔ اور مٹی اور ہڈیاں ہو جائیں گے۔ تو کیا ہم پھر اٹھائے جائیں گے؟

بقیہ:-

بین الاقوامی حالات اور اسلام

(ص۳ سے آگے)

اس کے بعد صرف تیسرا دور رہ جائیگا جب کہ مقصد خلق کی تکمیل اجتماعی طور پر ہو جائے۔ اور کوئی کچا یا پکا مکان ایسا نہ رہ جائے۔ جس میں اسلام کی روشنی نہ پہنچ چکی ہو۔ چنانچہ اسی عظیم و کریم نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ارشادات کے مطابق اپنی خدمات باذن الٰہی ان کی شریعت کا بول بالا کرنے کے لئے پیش کرنے کی خاطر حضرت عیسیٰ علیہ السلام دوبارہ تشریف لائیں گے۔ یہی وہ وقت ہو گا۔ جب کہ مقصد تخلیق کی تکمیل اجتماعی طور سے بھی ہو جائیگی۔

ذٰلِكَ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ ۚ قَوْلَ الْحَقِّ الَّذِيْ فِيْهِ يَمْتَرُوْنَ ٥

اس اجتماعی اصلاح کے آثار ابھی سے شروع ہیں۔ اسلامی نظام کو تمام ازموں کے مقابلہ میں پسند کیا جا رہا ہے۔ اور دنیا والے اسلام کا تحقیقی نظر سے مطالعہ کرتے ہیں۔ ان کے بعد بتدریج دنیا دگرگوں ہوتی جائیگی۔ حتیٰ کہ اس کا بساط لپیٹ دیا جائے گا۔ نظام شمسی درہم برہم ہو جائے گا۔ اور نفخ ثانیہ کے بعد سب کو اللہ تعالیٰ کے حضور پیش ہونا ہو گا۔

آج ان آثار کی ابتداء ہو گئی ہے۔ دنیا میں ملاحم (خطرناک لڑائیاں) ہو رہی ہیں۔ دیکھئے ایٹم بم کی جنگ پہلے چھڑتی ہے یا حضرت مہدی علیہ السلام پہلے آتے ہیں؟

مجلسِ ذکر منعقدہ جمعرات ۷ ر رجب المرجب سنہ ۱۳۸۰ھ مطابق ۵ جنوری سنہ ۱۹۶۱ء

آج ذکر کے بعد مخدومنا و مرشدنا حضرت مولانا احمد علی صاحب مدظلہ العالی نے مندرجہ ذیل تقریر فرمائی

خطرناک روحانی بیماریاں

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ الحمد للہ وکفی وسلام علی عبادہ الذین اصطفٰی اما بعد

پہلی خوشخبری آپ کی خدمت میں پیش کرتا ہوں ۔ اور بارہا یہ حدیث عرض کر چکا ہوں ۔ حضرت ابوہریرہؓ کہتے ہیں ۔ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ خدا کے فرشتوں کی ایک جماعت ہے ۔ جو راستوں میں اُن لوگوں کو تلاش کرتی رہتی ہے ۔ جو ذکر الٰہی کرتے ہیں ۔ پس جب وہ کسی جگہ ذکر الٰہی کرنے والے لوگوں کو پا لیتے ہیں ۔ تو اپنے ساتھیوں کو پکار کر کہتے ہیں ۔ آؤ اپنے مقصد کی طرف آؤ ۔ (یعنی ذکر الٰہی کو سُننے اور ذکر اللہ کرنے والوں سے ملنے کے لئے) اس کے بعد نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ۔ پس وہ فرشتے (آ جاتے ہیں ۔ اور) اپنے پَروں سے ذکر الٰہی کرنیوالوں کو ڈھانک لیتے ہیں ۔ اور آسمانِ دُنیا تک پھیل جاتے ہیں ۔

پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ۔ کہ (جب فرشتے واپس جاتے ہیں تو) اُن کا پروردگار اُن سے پُوچھتا ہے ۔ حالانکہ وہ اُن سے زیادہ اپنے بندوں کے حال سے واقف ہوتا ہے ۔ کہ میرے بندے کیا کہہ رہے تھے ۔ فرشتے کہتے ہیں ۔ تیری پاکی بیان کر رہے تھے ۔ تیری عظمت و بزرگی کا ذکر کر رہے تھے ۔ تیری تعریف کر رہے تھے اور عظمت کے ساتھ تجھ کو یاد کر رہے تھے ۔ پھر خداوند تعالےٰ فرشتوں سے پوچھتا ہے ۔ کیا انہوں نے مجھ کو دیکھا ہے ؟ فرشتے کہتے ہیں ۔ قسم ہے خدا کی ۔ انہوں نے تجھ کو نہیں دیکھا ۔ خداوند تعالےٰ کہتا ہے ۔ اگر وہ مجھ کو دیکھ لیتے تو اُن کا کیا حال ہوتا ؟ ۔ فرشتے کہتے ہیں کہ اگر وہ تجھ کو دیکھ لیتے ۔ تو تیری بہت زیادہ عبادت کرتے اور بہت زیادہ تیری بزرگی بیان کرتے اور بہت زیادہ تیری پاکی کا ذکر کرتے ۔ پھر خداوند تعالےٰ پوچھتا ہے ۔ کہ وہ مجھ سے کیا مانگتے ہیں ؟ فرشتے کہتے ہیں ۔ وہ تجھ سے جنت مانگتے ہیں ۔ خدا تعالےٰ پوچھتا ہے کیا انہوں نے جنت کو دیکھا ہے ؟ فرشتے کہتے ہیں ۔ نہیں ۔ خدا کی قسم انہوں نے جنت کو نہیں دیکھا ہے ۔ خداوند تعالےٰ کہتا ہے کہ اگر وہ جنت کو دیکھ لیتے تو اُن کا کیا حال ہوتا ؟ فرشتے کہتے ہیں ۔ اگر وہ جنت کو دیکھ لیتے تو جنت کی خواہش اُن میں بڑھ جاتی ۔ جنت کی طلب اُن میں زیادہ ہو جاتی ۔ اور جنت کی طرف اُن کی رغبت بہت بڑھ جاتی ۔ پھر خدا تعالےٰ اُن سے پوچھتا ہے ۔ وہ کس چیز سے پناہ مانگتے ہیں ؟ فرشتے کہتے ہیں ۔ دوزخ کی آگ سے ۔ خدا تعالےٰ پوچھتا ہے کیا انہوں نے دوزخ کو دیکھا ہے ۔ فرشتے کہتے ہیں ۔ نہیں خدا کی قسم اے پروردگار اس کو انہوں نے نہیں دیکھا ہے ۔ خداوند تعالیٰ کہتا ہے ۔ اگر وہ دوزخ کو دیکھ لیتے تو اُن کا کیا حال ہوتا ؟ فرشتے کہتے ہیں ۔ اگر وہ دوزخ کو دیکھ لیتے تو وہ اس سے بہت زیادہ بھاگتے اور بہت زیادہ خوفزدہ ہوتے ۔ خداوند تعالےٰ کہتا ہے ۔ میں تم کو گواہ بناتا ہوں ۔ کہ میں نے ان کو بخش دیا ۔ (یہ سُن کر) اُن میں سے ایک فرشتہ کہتا ہے ۔ ان لوگوں میں ایک ایسا بھی شخص تھا ۔ جو ان میں شامل نہ تھا ، راہ چلتا کھڑا ہو گیا تھا ۔ خداوند تعالےٰ فرماتا ہے ۔ وہ (یعنی ذکر الٰہی کرنے والے لوگ) ایسے بیٹھنے والے ہیں ۔ کہ نہیں محروم رکھا جاتا ۔ ان کے پاس بیٹھنے والا ۔ (بخاری)

اللہ تعالےٰ ہم سب کی بھی مغفرت فرما دے ۔ آمین یا اللہ العٰلمین ۔

جسمانی بیماریوں سے رُوحانی بیماریاں زیادہ خطرناک ہیں

اللہ تعالےٰ میری اور آپ کی بیماریاں دُنیا میں ہی رفع فرمائیں ۔ اگر دنیا میں ان روحانی امراض سے صحت نہ ہوئی تو یہ بیماریاں قبر میں بھی ساتھ جائیں گی ۔ اور وہاں سزا بھگتنی پڑے گی ۔

جب تک کوئی ہادی یا مُصلح مطلع نہ کرے ۔ ان بیماریوں کا پتہ بھی نہیں چلتا ۔ !

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے

سب سے بڑا خطرہ ریاء

فرمایا ہے :-

عَنْ مَحْمُوْدِ بْنِ لَبِيْدٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ قَالَ اِنَّ اَخْوَفَ مَا اَخَافُ عَلَيْكُمُ الشِّرْكُ الْاَصْغَرُ قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَ مَا الشِّرْكُ الْاَصْغَرُ قَالَ الرِّيَاءُ

(رواہُ احمد)

ترجمہ :- حضرت محمود بن لبیدؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جس چیز سے میں تمہارے لئے بہت ڈرتا ہوں ۔ وہ شرک اصغر (چھوٹا شرک) ہے صحابہؓ نے عرض کیا یا رسول اللہؐ شرکِ اصغر کیا ہے ۔ تو فرمایا ۔ ریاء یعنی دکھلاوا ۔ دیکھئے ۔

لاہوری

بیاہ شادیوں میں روٹی عام کھلاتے ہیں ۔ جہیز کی نمائش کرتے ہیں ۔ یہ سب دکھلاوا ہے ریاء سے بچنے کے لئے کہا کرتا ہوں ۔ اگر خدا سے اجر پانا ہے تو برتن بوری میں بند کر دیجئے ۔ اور کپڑے صندوق میں ڈال کر چابی لڑکی کے حوالے کر دو ۔ لڑکی گھر جا کر دیکھ لے گی ۔ لڑکی کے دل سے دعا لینے کے لئے جہیز دیا کرو ۔ نہ کہ لوگوں کے دکھلانے کے لئے ۔

لوگ کیا کرتے ہیں ؟

دوپہر کو برات آتی ہے ۔ لڑکی کی ماں کہتی ہے ۔ شام کے بعد روانہ کروں گی ۔ مطلب یہ ہوتا ہے کہ دفتروں والے اور ملازمت پیشہ سب گھروں کو آجائیں گے ۔ ایک ایک مزدور کے سر پر دو دو برتن قلعی شدہ رکھ دیتے ہیں اور گیس کی روشنی میں خوب نمائش کرتے ہیں ۔ بیٹی کے کپڑے لوگوں کو دکھاتے ہوئے شرم نہیں آتی ۔ حتیٰ کہ پلنگ پر بستر بھی بچھا ہوتا ہے ۔ یہ سب ریاء اور دکھلاوا ہے ۔ اور شرک ہے ۔ دل میں بڑے خوش ہیں کہ واہ واہ ہو رہی ہے ۔ پتہ تب چلے گا ۔ جب قبر میں جائیں گے نیکی کی ۔ ریاء آیا ۔ اور نیکی برباد ہو گئی ۔

دوسری روحانی بیماری

کبر ہے

کبر کے معنیٰ بَطَرُ الْحَقِّ وَ غَمْطُ النَّاسِ ۔ (سچی بات کا انکار کرنا اور لوگوں کو ذلیل سمجھنا)

کسی آدمی کو حقیر نہ سمجھئے ـــــ !!

ممکن ہے کہ وہ غریب ہے۔ ہم میلے کپڑوں کی وجہ سے اُسے ذلیل سمجھ رہے ہیں۔ اور اللہ تعالےٰ کے نزدیک مقبول ہو۔ خدا جانے تم ہی ذلیل ہو اور تمہارے سُتھرے کپڑے خدا تعالےٰ کے ہاں مردود ہوں۔

اللہ تعالےٰ پناہ دے۔ ریاء سے۔ عجب سے۔ خود پسندی سے۔ حسد سے۔ ان امراضِ روحانی کا احساس کیجئے اور اپنے آپ کو پاک کیجئے۔

خواہ مخواہ شیطان ہر کام میں ریاء لاتا ہے۔ مجھے احباب سے توقع ہے۔ کہ ان امراض سے تا دمِ زیست مجتنب ہونا چاہیئے۔ اللہ تعالےٰ سب بیماریوں سے پاک کر کے دنیا سے اُٹھائے۔ ورنہ مرنے کے بعد قبر میں سزا بھگتنی پڑے گی۔

حسد

یہی ایک بیماری ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔

اِنَّ الْحَسَدَ یَاْکُلُ الْحَسَنَاتِ کَمَا تَاْکُلُ النَّارُ الْحَطَبَ۔

ترجمہ:۔ بے شک حسد نیکیوں کو اس طرح کھا جاتا ہے۔ جس طرح آگ لکڑی کو۔

کسی کا لڑکا پاس ہو گیا۔ اور اِن کا بیٹا اپنی نالائقی کی وجہ سے فیل ہو گیا تو خواہ مخواہ اُن کو بدنام کرتے پھرتے ہیں۔ کہ ممتحن کو کچھ دے دِلا کر لڑکے کو پاس کرا لیا ہے۔ یہ حسد ہے۔

پہلے نیّت صاف کیجئے۔ ہر کام اللہ تعالےٰ کی رضا کے لئے کیجئے۔ غیر کی رضا مطلوب نہ ہو۔

ہادی کے سمجھانے سے یہ چیزیں آتی ہیں عام دُنیا داروں کو تو ان چیزوں کا پتہ بھی نہیں ہے۔ عقل سکھانے سے آتی ہے۔ کسی نے کہا۔ میاں عقل کرو۔ اُس نے کہا۔ عقل کسے کہتے ہیں۔ اُس نے کہا۔ مجھے معاف ہے ایسی حماقت ہے۔

کسی کو پلے نہ باندھنا سب کو ذلیل سمجھنا عجب ہے۔ بخل بھی ایک مرض ہے۔ کہ بر موقع خرچ نہ کرنا۔ اسراف ضرورت سے زیادہ اور بے محل خرچ کرنا بھی مرض ہے۔ اللہ تعالےٰ ان روحانی امراض سے بچائے۔ آمین یا الٰہ العالمین۔

یہ مجلس اسی واسطے منعقد کی جاتی ہے کہ احباب کو حلقۂ ذکر کے بعد ان امراض سے متنبہ کیا جائے۔

ایک نئی چیز

کسی اللہ والے نے کہا ہے:۔

اُطْلُبُوا لِاسْتِقَامَۃَ وَ لَا تَطْلُبُوا الْکَرَامَۃَ فَاِنَّ الْاِسْتِقَامَۃَ فَوْقَ الْکَرَامَۃِ۔

ترجمہ:۔ تم استقامت طلب کرو۔ کرامت طلب نہ کرو۔ دین پر جمے رہنا کرامت سے اعلیٰ درجہ ہے۔

کرامت اللہ تعالےٰ کا فیض ہے جب چاہے کسی کو عطا فرمائے۔ اور کرامت اختیاری چیز نہیں ہے۔ لیکن استقامت اللہ تعالےٰ جن کو عطا فرماتا ہے تو وہ مرتے دم تک ساتھ رہتی ہے۔ اللہ تعالےٰ یہ نعمت اپنے فضل سے عطا فرمائے۔ آمین یا الٰہ العالمین!

وَ اٰخِرُ دَعْوٰنَا عَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ؕ سُبْحَانَکَ اللّٰھُمَّ وَ بِحَمْدِکَ نَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اَنْتَ نَسْئَلُکَ الْجَنَّۃَ نَسْتَغْفِرُکَ وَ نَعُوْذُبِکَ مِنَ النَّارِ ؕ

"فلسفۂ زکوٰۃ" کیلئے ۷ نئے پیسے کے ٹکٹ آنے چاہئیں۔ سابقہ اعلان منسوخ سمجھا جائے۔
(ناظم انجمن خدام الدین لاہور نمبر ۸)

وفات حسرت آیات

مرحوم و مغفور مرزا عبدالمجید بیگ صاحب ۱۲ر دسمبر ۱۹۶۰ء کو دارالفناء سے دارالبقاء کی طرف کوچ فرما گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن ؕ آپ ضلع بہاول نگر کے پاک سیرت رؤسا میں سے تھے۔ صلحاء کی جماعت اور اولیاء کی صف میں مرحوم کو اللہ تعالےٰ نے ایک ممتاز مقام عطا کر رکھا تھا۔ موصوف نے اپنی اراضیات کی آمدنی کا اکثر حصہ بڑی بڑی دینی درسگاہوں کو وقف کر رکھا تھا۔ مرحوم کا مصمم ارادہ تھا۔ کہ ایک لاکھ روپے خرچ کر کے مدرسہ عربیہ رحیمیہ عیدگاہ ڈونگہ بونگہ کی بلڈنگ پختہ شاندار تیار کرا کے اللہ تعالےٰ سے اجر حاصل کریں گے۔ مگر افسوس موت نے مہلت نہ دی اور یہ اُمنگ دل میں لے کر اس جہاں سے رُخصت ہو گئے۔ ہم دعا کرتے ہیں کہ انکی اس نیک نیّتی کا ثمرہ اللہ تعالیٰ محض اپنے فضل و کرم سے ان کو مرحمت فرماویں۔ اور اپنے جوار رحمت میں جگہ عطا فرماویں اور آپکے پسماندگان کو صبر جمیل کی توفیق مرحمت فرماویں۔ آمین یا الٰہ العالمین ؎

آسماں تیری لحد پر شبنم افشانی کرے
سبزۂ نورستہ اس گھر کی نگہبانی کرے

محررہ محمد سعید احمد بانیٔ مدرسہ عربیہ رحیمیہ عیدگاہ۔ ڈونگہ بونگہ ضلع بہاول نگر

نور محمد انور (کالا باغ)

تحفۂ معراج

فلک پر آج کے دن سرورِ دنیا و دیں آئے ۔۔۔ امام المرسلیں آئے، شفیع المذنبیں آئے
بُلایا حق نے اپنے پاس تم کو اے حبیب اللہ ۔۔۔ یہی پیغام لیکر حق کا جبریلِ امیں آئے
امام الانبیا کر کے امامت سارے نبیوں کی ۔۔۔ چلے بیت المقدس سے سرِ عرشِ بریں آئے
ہوئی اک آن میں طے آج فرش و عرش کی منزل ۔۔۔ خدا سے مل کے اک پل میں امام المرسلیں آئے
فضیلت کیوں نہ دوں اس رات کو میں ساری راتوں پر ۔۔۔ کہ ہو کر عرش سے اس رات کو سلطانِ دیں آئے
ہوئے واپس خدا سے مل کے جب دم سرورِ عالم ۔۔۔ لئے تحفہ نمازِ پنجگانہ بالیقیں آئے
لگایا تحفۂ حق کو جنہوں نے اپنے سینے سے ۔۔۔ وہی پیشِ خدا محشر میں بن کے بہتریں آئے

اسی تحفہ میں ہے مضمر نجاتِ اُخروی انور
جو تحفہ حق سے لے کے آج فخر المرسلیں آئے

جناب ایم عبدالرحمٰن صاحب لودھیانوی (شیخوپورہ)

معراج کا سفرنامہ

بَلَغَ الْعُلٰی بِکَمَالِہٖ کَشَفَ الدُّجٰی بِجَمَالِہٖ
حَسُنَتْ جَمِیْعُ خِصَالِہٖ صَلُّوْا عَلَیْہِ وَ آلِہٖ

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں۔ کہ میں حطیم میں لیٹا ہوا تھا۔ اور ایک روایت میں ہے۔ کہ آپ شعب ابی طالب میں تھے۔ ایک اور روایت میں ہے کہ آپ اُمِّ ہانی کے گھر میں تھے۔ دوسری روایت میں ہے کہ آپ اپنے گھر میں تھے۔ چھت کھولی گئی۔

مذکورہ روایات سے یہ بات ثابت ہوئی کہ اُمِّ ہانی کے گھر کو جو شعبِ ابوطالب کے پاس تھا۔ آپ نے بوجہ سکونت کے اپنا گھر فرما دیا۔ وہاں سے آپ کو مسجدِ حرام حطیم (کعبہ شریف کا غیر مسقف حصہ) میں لے جایا گیا۔ اور ابھی آپ پر نیند کا اثر باقی تھا۔ کہ وہاں پہنچ کر بھی لیٹ گئے۔ یہ واقعہ نبوت کے بارھویں سال ۲۷ رجب المرجب کو پیش آیا۔ جبکہ آپ کی عمر شریف باون (۵۲) سال تھی۔ گویا ہجرت سے ایک سال قبل۔

آپؐ اُس وقت کچھ سوتے تھے۔ کچھ جاگتے تھے۔ اور ایک روایت میں ہے۔ کہ آپ مسجدِ حرام میں سو رہے تھے۔ کہ آپؐ کے پاس حضرت جبرئیلؑ آئے۔ اور ایک روایت میں ہے کہ تین شخص آئے۔ ایک نے کہا۔ کہ ان حاضرین میں سے پیغمبر کون ہیں۔ دوسرا بولا۔ وہ جو سب سے اچھے ہیں۔ اُسی کو لے لو۔ آئندہ شب کو پھر وُہی تینوں آئے۔ اور کچھ بولے نہیں۔ اور آپ کو اٹھا کر لے گئے۔

اوّل آپؐ کا سینہ اوپر سے پیٹ کے نیچے حصہ تک چاک کیا گیا۔ اور آپکا قلب نکالا گیا۔ اور ایک زرّیں طشت میں زمزم شریف کا پانی تھا۔ اُس سے آپؐ کا قلب مبارک دھویا گیا۔ پھر ایک اور طشت آیا۔ جس میں حکمت اور ایمان تھا۔ وہ قلب میں بھر دیا گیا۔ اور اُس کے اصلی مقام پر اُس کو رکھ کر درست کر دیا گیا۔

پھر آپؐ کے پاس ایک چوپایہ سفید رنگ حاضر کیا گیا۔ جو بُراق کہلاتا ہے۔ جو دراز گوش سے ذرا اُونچا اور خچر سے ذرا نیچا تھا۔ جو اس قدر برق رفتار ہے کہ اپنی منتہائے نظر پر قدم رکھتا ہے۔ اور اُس پر زین و لگام لگا ہوا تھا۔ جب آپؐ سوار ہونے لگے۔ تو وہ شوخی کرنے لگا۔ حضرت جبرئیلؑ نے کہا۔ کہ تجھ کو کیا ہوا؟ آپؐ سے زیادہ مکرّم عنداللہ کوئی شخص تجھ پر سوار نہیں ہوا۔ بس وہ پسینہ پسینہ ہو گیا۔ اور آپؐ اُس پر سوار ہوئے۔ اور حضرت جبرئیلؑ نے آپؐ کی رکاب پکڑی اور حضرت میکائیلؑ نے لگام تھامی۔

جب آپؐ منزلِ مقصود کو روانہ ہوئے تو آپؐ کا گزر ایک ایسی زمین پر ہوا۔ جس میں کھجور کے درخت کثرت سے تھے۔ حضرت جبرئیلؑ نے آپؐ سے کہا۔ کہ اُتر کر یہاں نمازِ نفل پڑھئے۔ آپؐ نے نماز پڑھی۔ جبرائیلؑ نے کہا کہ آپؐ نے یثرب (مدینہ) میں نماز پڑھی۔ پھر ایک سفید زمین پر آپؐ کا گزر ہوا۔ حضرت جبرئیلؑ نے کہا۔ کہ اُتر کر نماز پڑھیئے آپؐ نے نماز پڑھی۔ جبرئیلؑ نے کہا۔ آپؐ نے مدین میں نماز پڑھی۔ پھر بیت اللحم پر گزر ہوا۔ وہاں بھی نماز پڑھوائی اور کہا کہ یہ وہ جگہ ہے۔ جہاں حضرت عیسےؑ پیدا ہوئے اور ایک روایت میں ہے بجائے مدین کے طورِ سینا ہے۔ کہ آپؐ نے طورِ سینا پر نماز پڑھی ہے۔ جہاں اللہ تعالےٰ نے موسےٰؑ سے کلام فرمایا ہے۔

عجائب واقعاتِ برزخ

لَقَدْ رَاٰی مِنْ اٰیَاتِ رَبِّہِ الْکُبْرٰی ۝
(پ ۲۷ رکوع ۵)۔

ترجمہ۔ بے شک اُس نے اپنے رب کے بڑے نمونے دیکھے۔

(۱) آپؐ کا گزر ایک بڑھیا پر ہوا۔ جو سرِ راہ کھڑی تھی۔ آپ نے دریافت فرمایا۔ کہ اے جبرئیلؑ! یہ کیا ہے؟ انہوں نے کہا۔ چلئے چلئے۔ آپؐ چلتے رہے۔ ایک بوڑھا راستہ سے ہٹا ہوا آپ کو ملا۔ کہنے لگا۔ اے محمدؐ! ادھر آیئے۔

جبرئیلؑ نے کہا۔ چلئے چلئے۔

اور آپؐ کا گزر ایک جماعت پر ہوا۔ انہوں نے آپ کو السلام علیک یا اوّلُ السلام علیک یا آخرُ السلام علیک یا حاشر! کہا۔ جبرئیلؑ نے کہا۔ ان کو جواب دیجئے۔ اور اس حدیث کے آخر میں ہے۔ کہ جبرئیلؑ نے کہا۔ کہ وہ بڑھیا جو آپؐ نے دیکھی وہ دنیا تھی۔ سو دنیا کی عمر اتنی رہ گئی ہے۔ جیسی بُڑھیا کی عمر رہ جاتی ہے۔ اور جس نے آپ کو پکارا تھا۔ وہ ابلیس تھا۔ اور اگر آپ ابلیس اور دنیا کے پکارنے کا جواب دیدیتے۔ تو آپ کی امّت دنیا کو آخرت پر ترجیح دیتی۔ اور جنہوں نے آپ کو سلام کیا تھا۔ وہ حضرات ابراہیمؑ، موسیٰؑ اور عیسےٰؑ تھے۔ (بیہقی فی الدلائل)

(۲) آپ کا گزر ایسی قوم پر ہوا۔ جو ایک ہی دن میں بوتے ہیں اور کاٹ بھی لیتے ہیں۔ اور جب کاٹتے ہیں۔ پھر وہ ایسا ہی ہو جاتا ہے جیسا کاٹنے سے پہلے تھا۔ آپ نے جبرئیلؑ سے پوچھا۔ یہ کیا ہے؟ انہوں نے کہا کہ یہ اللہ کی راہ میں جہاد کرنے والے ہیں۔ کہ اُن کی نیکی سات سو گنا بڑھتی ہے۔ اور وہ لوگ جو خرچ کرتے ہیں اللہ تعالےٰ اُس کا نعم البدل عطا فرماتا ہے۔ اور وہ بہترین رزق دینے والا ہے۔ (طبرانی اور بزار)

(۳) پھر ایک قوم پر گزر ہوا۔ جن کے سر پتھر سے پھوڑے جاتے ہیں۔ اور جب وہ کچلے جا چکتے ہیں تو پھر پہلی حالت پر ہو جاتے ہیں۔ اور یہ سلسلہ ذرا بھی بند نہیں ہوتا۔ آپؐ نے پوچھا۔ اے جبرئیلؑ یہ کیا ہے؟ انہوں نے کہا۔ کہ یہ وہ لوگ ہیں جو فرض نماز سے سرگرانی کرتے ہیں۔

(۴) پھر ایک قوم پر آپ کا گزر ہوا۔ کہ اُن کی شرمگاہ پر آگے اور پیچھے چیتھڑے لپٹے ہوئے تھے۔ اور وہ مویشیوں کی طرح چر رہے تھے۔ اور زقوم اور جہنّم کے پتھر کھا رہے تھے آپ نے پوچھا۔ یہ کون لوگ ہیں؟ جبرئیل نے کہا۔ کہ یہ وہ لوگ ہیں۔ جو اپنے مال کی زکوٰۃ ادا نہیں کرتے۔ اور اُن پر اللہ تعالےٰ نے ظلم نہیں کیا۔ اور آپؐ کا رب اپنے بندوں پر ظلم کرنے والا نہیں۔

(۵) پھر آپ کا گزر ایک قوم پر ہوا۔ جن کے سامنے ایک ہنڈیا میں پکا ہوا گوشت رکھا ہے۔ اور ایک ہنڈیا میں کچا سڑا ہوا گوشت رکھا ہے۔ وہ لوگ اس سڑے ہوئے کچّے گوشت کو کھا رہے ہیں۔ اور پکا ہوا گوشت نہیں کھاتے۔ آپؐ نے پوچھا یہ کون لوگ ہیں؟ جبرئیلؑ نے کہا کہ یہ آپ کی اُمّت میں سے وہ مرد ہیں۔ جن کے پاس

حلال و طیّب بیویاں ہیں اور پھر وہ ناپاک عورتوں کے پاس آتے ہیں اور شب باش ہوتے ہیں۔ یہاں تک کہ صبح ہو جاتی ہے۔ اسی طرح وہ عورتیں ہیں جو اپنے حلال طیّب شوہروں کے پاس سے اُٹھ کر ناپاک مردوں کے پاس آئیں۔ اور رات کو اُن کے پاس رہیں۔ یہاں تک کہ صبح ہو جائے۔

(۶) پھر ایک شخص پر گزر ہُوا۔ جس نے ایک بڑا گٹھا لکڑیوں کا جمع کر رکھا ہے۔ کہ وہ اس کو اٹھا نہیں سکتا۔ اور وہ اُس میں اور لکڑیاں لا لا کر رکھتا ہے۔ آپؐ نے پوچھا یہ کیا ہے؟ جبرئیلؑ نے کہا۔ کہ یہ آپؐ کی اُمّت میں ایسا شخص ہے۔ جس کے ذمّہ لوگوں کے بہت سے حقوق و امانتیں ہیں۔ جن کے ادا کرنے پر وہ قادر نہیں۔ اور وہ زیادہ لاتا چلا جاتا ہے۔

(۷) پھر آپؐ کا ایسی قوم پر گزر ہُوا۔ جن کی زبانیں اور ہونٹ لوہے کی قینچیوں سے کاٹے جاتے ہیں۔ اور جب وہ کٹ چکتے ہیں۔ تو پھر پہلی حالت پر ہو جاتے ہیں۔ اور یہ سلسلہ بند نہیں ہوتا۔ آپؐ نے پوچھا یہ کیا ہے؟ جبرئیلؑ نے کہا۔ کہ یہ گمراہی میں ڈالنے والے واعظ ہیں۔

(۸) پھر آپؐ کا گزر ایک چھوٹے پتھر پر ہُوا۔ جس میں سے ایک بڑا بیل پیدا ہوتا ہے۔ پھر وہ بیل اُس پتھر کے اندر جانا چاہتا ہے۔ لیکن نہیں جا سکتا۔ آپؐ نے پوچھا یہ کیا ہے؟ جبرئیلؑ نے کہا۔ کہ یہ اس شخص کا حال ہے۔ جو ایک بڑی بات منہ سے نکالے پھر نادم ہو۔ مگر اس کو واپس کرنے پر قادر نہیں۔

(۹) پھر ایک وادی پر گزر ہُوا۔ اور وہاں ایک پاکیزہ خنک ہوا اور مُشک کی خوشبو آئی۔ اور ایک آواز سُنی۔ آپؐ نے پوچھا کہ یہ کیا ہے؟ جبرئیلؑ نے کہا کہ یہ جنّت کی آواز ہے۔ جو کہتی ہے کہ اے ربّ! جو مجھ سے وعدہ کیا ہے۔ مجھ کو دیجئے کیونکہ میرے بالاخانے اور استبرق، حریر اور سندس، عبقری، موتی، مونگے اور چاندی، سونا، گلاس، تشتریاں اور دستہ دار کوزے اور مرکب از شہد، پانی، اور دودھ اور شراب بہت کثرت کو پہنچ گئے ہیں۔ تو اب میرے وعدہ کی چیز یعنی جنتی مجھ کو دیجئے۔ تا کہ وہ اِن نعمتوں کو حاصل کریں۔ اللہ تعالےٰ کا ارشاد ہُوا کہ تیرے لئے تجویز کیا گیا ہے ہر مسلم اور مسلمہ، اور مومن و مومنہ، اور جو مجھ پر اور میرے رسولوں پر ایمان لائے اور میرے ساتھ شرک نہ کرے اور میرے سوا کسی کو شریک نہ ٹھیرائے اور جو مجھ سے ڈرے گا۔ وہ مامون رہیگا۔ اور جو مجھ سے مانگے گا۔ میں اُس کو دوں گا۔ اور جو مجھ کو قرض دیگا میں اُس کو جزا دُوں گا۔ اور جو مجھ پر توکّل کرے گا۔ میں اس کو کفایت کروں گا۔ میں اللہ ہوں۔ میرے سوا کوئی معبود نہیں میں وعدہ خلافی نہیں کرتا۔ بے شک مومنوں کو فلاح حاصل ہوئی۔ اور اللہ تعالےٰ جو اَحْسَنُ الْخَالِقِیْنَ ہے بابرکت ہے۔ جنّت نے کہا۔ کہ میں راضی ہو گئی۔

(۱۰) پھر ایک وادی پر گزر ہُوا اور ایک وحشت ناک آواز سُنی اور بدبو محسوس ہوئی۔ آپؐ نے پوچھا۔ یہ کیا ہے؟ جبرئیلؑ نے کہا کہ یہ جہنّم کی آواز ہے۔ کہتی ہے۔ کہ اے ربّ! مجھ سے جو وعدہ کیا ہے (دوزخیوں سے بھرے گا۔) مجھ کو عطا فرما۔ کیونکہ میری زنجیریں اور طوق اور شُعلے اور گرم پانی اور پیپ و عذاب بہت کثرت کو پہنچ گئے۔ اور میری گہرائی درازی و گرمی بہت تیز ہو گئی۔ اللہ تعالےٰ کا ارشاد ہُوا کہ تیرے لئے تجویز کیا گیا ہے ہر مشرک و مشرکہ، اور کافر و کافرہ اور ہر متکبّر معاند جو یوم حساب پر یقین نہیں رکھتا۔ جہنّم نے کہا کہ میں راضی ہو گیا۔

(۱۱) اور ابو سعید کی روایت میں بیہقی سے روایت ہے۔ کہ آپؐ نے فرمایا۔ مجھ کو داہنی طرف سے ایک پکارنے والے نے پکارا کہ میری طرف نظر کیجئے۔ میں آپ سے کچھ دریافت کرتا ہوں۔ میں نے اس کی بات کا جواب نہیں دیا۔ اور اُس میں یہ بھی ہے کہ ایک عورت نظر پڑی جو اپنے ہاتھوں کو کھولے ہوئے ہے۔ اور اس پر ہر قسم کی آرائش ہے۔ جو خدا تعالےٰ نے بنائی ہے اُس نے بھی کہا۔ اے محمدؐ! میری طرف نظر کیجئے۔ میں آپ سے کچھ دریافت کروں گی۔ میں نے اُس کی طرف التفات نہیں کیا۔ اور اُسی حدیث میں ہے کہ جبرئیلؑ نے کہا کہ پہلا پکارنے والا یہود کا داعی تھا۔ اگر آپ اس کو جواب دیتے۔ تو آپؐ کی امت یہودی ہو جاتی۔ اور دوسرا پکارنے والا نصاریٰ کا داعی تھا۔ اگر آپ اس کو جواب دیتے۔ تو آپ کی امت نصرانی ہو جاتی۔ اور وہ عورت دُنیا تھی۔ اُس کے پکارنے پر جواب دینے کا اثر یہ ہوتا کہ امّت دنیا کو آخرت پر ترجیح دیتی (جیسا کہ اوپر آچکا ہے) اور ظاہراً یہ واقعات قبل از عروج الی السّمٰوٰت دیکھے گئے۔

(۱۲) اور بعض واقعات بعد عروج دیکھنے کی تصریح ہے۔ چنانچہ اسی مذکورہ بالاحدیث میں ہے کہ آپ آسمان دنیا پر تشریف لے گئے اور وہاں حضرت آدمؑ کو دیکھا اور بہت سے خوان رکھے دیکھے کہ جن پر پاکیزہ گوشت رکھا ہے۔ مگر اُس پر کوئی شخص نہیں۔ اور دوسرے خوانوں پر سڑا ہُوا گوشت رکھا ہے اور اس پر بہت سے آدمی بیٹھے کھا رہے ہیں۔ جبرئیلؑ نے کہا کہ یہ وہ لوگ ہیں۔ جو حلال چھوڑتے ہیں اور حرام کو کھاتے ہیں۔

(۱۳) اور اُسی حدیث میں یہ بھی ہے کہ آپؐ کا گزر ایک ایسی قوم پر ہُوا۔ کہ جن کے پیٹ کوٹھڑیوں جیسے ہیں۔ جب اُن میں سے کوئی اُٹھتا ہے تو فوراً گر پڑتا ہے۔ جبرئیلؑ نے آپؐ سے کہا کہ یہ سُود کھانے والے ہیں۔

(۱۴) اور آپؐ کا گزر ایک ایسی قوم پر ہُوا کہ اُن کے لب اُونٹ کے سے ہیں۔ وہ چنگاریاں نگلتے ہیں۔ اور وہ ان کے اسفل سے نکل رہی ہیں۔ جبرئیلؑ نے کہا۔ کہ یہ وہ لوگ ہیں۔ جو یتیموں کا مال ظلماً کھاتے تھے۔

(۱۵) اور آپؐ کا گزر ایسی عورتوں پر ہُوا۔ کہ پستانوں سے بندھی ہوئی لٹک رہی تھیں اور وہ زنا کرنے والیاں تھیں۔

(۱۶) اور آپؐ کا گزر ایک ایسی قوم پر ہُوا۔ جن کے پہلو کا گوشت کاٹا جاتا تھا۔ اور اُن ہی کو کھلایا جاتا تھا۔ اور وہ لوگ چغلخور عیب چیں تھے۔

(۱۷) حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ جب آپؐ کو معراج کرائی گئی تو بعض ایسے انبیاء پر آپؐ کا گزر ہُوا۔ جن کے ساتھ بڑا مجمع تھا۔ اور بعض ایسوں پر گزر ہُوا۔ جن کے ساتھ چھوٹا مجمع تھا۔ اور بعض کے ساتھ کوئی بھی نہ تھا۔ یہاں تک کہ آپؐ کا گزر ایک بہت بڑے مجمع پر ہُوا۔ آپؐ نے پوچھا۔ یہ کون صاحب ہیں؟ کہا گیا کہ موسیٰؑ اور اُن کی قوم۔ لیکن آپؐ سر اوپر اُٹھائیے اور دیکھئے۔ سو دیکھا گیا ہوں کہ اتنا عظیم الشان مجمع ہے کہ سب آفاق کو گھیر رکھا ہے اور کہا گیا کہ یہ آپؐ کی اُمّت ہے۔ اور ان کے علاوہ آپؐ کی اُمّت میں سے ستّر ہزار اور ہیں۔ جو جنّت میں بے حساب داخل ہوں گے۔ اور آپؐ نے ارشاد فرمایا کہ یہ وہ ہیں جو داغ نہیں لگاتے اور جھاڑ پھونک نہیں کرتے اور شگون نہیں لیتے اور اپنے ربّ پر توکّل کرتے ہیں۔

تفسیر ابن ابی حاتم میں حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ جب آپ بیت المقدس پہنچے اور اس مقام پر پہنچے جس کا نام باب محمدؐ ہے۔ تو براق کو باندھ کر دونوں صاحب فناء مسجد میں پہنچے۔ تو جبرئیلؑ نے کہا۔ اے محمدؐ! کیا آپ نے اپنے رب سے درخواست کی تھی۔ کہ آپ کو حور عین دکھلائے۔ آپ نے فرمایا۔ ہاں۔ جبرئیلؑ نے کہا۔ کہ ان عورتوں کے پاس جائیے اور ان کو سلام کیجئے۔ آپ فرماتے ہیں۔ کہ میں نے ان کو سلام کیا۔ انہوں نے میرے سلام کا جواب دیا۔ میں نے پوچھا تم کس کے لئے ہو؟ انہوں نے کہا۔ کہ ہم نیک ہیں، حسین ہیں، اور ایسے مردوں کی بیبیاں ہیں، جو پاک ہیں، صاف ہیں، اور میلے نہ ہوں گے اور ہمیشہ رہیں گے۔ کبھی جنت سے جدا نہ ہوں گے۔ اور ہمیشہ زندہ رہیں گے۔ اور کبھی نہ مریں گے۔ سو وہاں سے ہٹ کر تھوڑی ہی دیر گزری تھی کہ بہت سے آدمی جمع ہو گئے۔ پھر ایک مؤذن نے اذان کہی اور تکبیر کہی گئی۔ ہم سب صف باندھ کر کھڑے تھے کہ کون امام بنے۔ سو میرا ہاتھ جبرئیلؑ نے پکڑ کر آگے کھڑا کر دیا۔ میں نے سب کو نماز پڑھائی۔ جب میں فارغ ہوا تو جبرئیلؑ نے مجھ سے کہا۔ کہ کیا آپ کو خبر ہے کہ کن لوگوں نے آپ کے پیچھے نماز پڑھی۔ میں نے کہا۔ نہیں۔ انہوں نے کہا۔ کہ جتنے نبی مبعوث ہوئے سب نے آپ کے پیچھے نماز پڑھی ہے۔

اور بیہقی نے ابو سعید سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ کہ میں اور جبرئیلؑ بیت المقدس کی مسجد میں داخل ہوئے اور دونوں نے دو دو رکعت نماز پڑھی۔

اور ابن مسعودؓ کی روایت میں اتنا اور زیادہ ہے کہ میں مسجد میں گیا تو انبیاء علیہم السلام کو میں نے پہچانا۔ کوئی صاحب کھڑے ہیں کوئی رکوع میں ہیں، کوئی سجدہ میں۔ پھر ایک اذان کہنے والے نے اذان کہی۔ اور ہم صفوف درست کر کے اس انتظار میں کھڑے ہو گئے کہ کون امامت کرتے ہیں۔ کہ جبرئیلؑ نے میرا ہاتھ پکڑ کر آگے بڑھا دیا۔ اور میں نے سب کو نماز پڑھائی۔

اور بیہقی میں ابو سعیدؓ سے اس طرح روایت ہے۔ کہ آپ نے داخل ہو کر فرشتوں کے ساتھ نماز پڑھی۔ یعنی اس جماعت کے آپ امام ہوئے۔ جب نماز پوری ہو گئی۔ تو ملائکہ نے جبرئیلؑ سے پوچھا کہ یہ تمہارے ہمراہ کون ہیں۔ انہوں نے کہا کہ یہ محمد رسول اللہؐ خاتم النبیین ہیں۔ ملائکہ نے کہا۔ کیا ان کے پاس پیغام الٰہی نبوت کے لئے یا آسمانوں پر بلانے کے لئے بھیجا گیا؟ جبرئیلؑ نے کہا۔ ہاں۔ فرشتوں نے کہا کہ اللہ تعالےٰ ان پر تحیّت (صلوٰۃ) نازل فرمائے کہ بہت اچھے بھائی اور بہت اچھے خلیفہ ہیں۔ پھر (ارواح) انبیاء علیہم السلام سے ملاقات ہوئی۔ اور ان سب نے اپنے رب پر ثناء کی۔ سو ابراہیمؑ نے اس طرح تقریر کی۔ کہ تمام خوبیاں اللہ تعالےٰ کے لئے ثابت ہیں۔ جس نے مجھ کو خلیل بنایا۔ اور مجھ کو ملک عظیم عطا فرمایا۔ اور مجھ کو مقتدا صاحب قنوت بنایا کہ میرا اقتداء کیا جاتا ہے۔ اور مجھ کو آتش نمرودی سے نجات دی۔ اور اس کو میرے حق میں ٹھنڈک اور سلامتی بنایا۔

پھر موسیٰؑ نے خداوند تعالےٰ کی ثناء کر کے یہ تقریر فرمائی۔ کہ تمام محامد اللہ تعالےٰ کے لئے ہیں۔ جس نے مجھ سے کلام خاص فرمایا۔ مجھ کو برگزیدہ کیا۔ اور مجھ پر تورات نازل فرمائی۔

اسی طرح داؤدؑ، سلیمانؑ اور عیسٰیؑ نے تقریریں کیں۔ اور جو جو انعامات ان پر نازل ہوئے تھے بیان فرمائے۔

راوی کہتے ہیں کہ پھر محمدؐ نے اپنے رب کی ثنا کی اور فرمایا۔ کہ تم سب نے اپنے رب کی ثنا کی اور میں بھی اپنے رب کی ثنا کرتا ہوں۔ جمیع محامد اللہ تعالےٰ کے لئے ثابت ہیں۔ جس نے مجھ کو رحمۃ للعالمین اور تمام لوگوں کے لئے بشیر و نذیر بنا کر بھیجا۔ اور مجھ پر قرآن مجید نازل کیا۔ اور میری امت کو بہترین امت بنایا۔ اور میرے سینہ کا انشراح فرمایا اور میرا بوجھ مجھ سے ہلکا کیا اور میرے ذکر کو بلند فرمایا اور مجھ کو نور میں اول اور ظہور میں آخر پیدا کیا۔ حضرت ابراہیمؑ نے سب سے خطاب کر کے فرمایا۔ کہ بس ان کمالات کے سبب محمد صلے اللہ علیہ وسلم کو سب سے فائق کیا۔

جب میں نماز سے فارغ ہوا۔ تو مجھ سے ایک کہنے والے نے کہا۔ اے محمدؐ! یہ مالک داروغۂ دوزخ ہیں۔ ان کو سلام کیجئے۔ میں نے ان کی طرف دیکھا۔ تو انہوں نے پہلے مجھ کو سلام کیا۔

ایک روایت میں ہے۔ کہ جب آپ فارغ ہو کر مسجد سے باہر تشریف لائے۔ تو جبرئیلؑ آپ کے سامنے ایک برتن شراب کا اور ایک دودھ کا لائے۔ آپ نے دودھ کو اختیار کیا۔

آپؐ کا آسمانی سفر

اس کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا آسمانوں پر صعود ہوا۔ بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ براق پر تشریف لے گئے۔ گو درمیان میں بیت المقدس بھی اترے بیہقی میں ابو سعید کی روایت سے حضورؐ کا ارشاد ہے۔ کہ میرے سامنے ایک زینہ لایا گیا۔ جس پر بنی آدم کی ارواح چڑھتی ہیں "شرف مصطفٰے" میں ہے۔ کہ یہ زینہ جنت الفردوس سے لایا گیا۔ اور اس کے دائیں بائیں ملائکہ اوپر تلے گھیرے ہوئے تھے۔ اور کعب کی روایت میں ہے۔ کہ آپ کے لئے ایک زینہ چاندی کا رکھا گیا۔ اور ایک سونے کا۔

پھر حضرت آدمؑ سے پہلے آسمان پر اور حضرت یحیٰؑ و عیسٰے علیہم السلام سے دوسرے آسمان پر اور حضرت یوسفؑ سے تیسرے آسمان پر اور حضرت ادریسؑ سے چوتھے آسمان پر، اور حضرت ہارونؑ سے پانچویں آسمان پر، اور حضرت موسٰےؑ سے چھٹے آسمان پر، اور حضرت ابراہیمؑ سے ساتویں آسمان پر ملاقاتیں ہوئیں۔ (بخوف طوالت مضمون مختصر کر دیا گیا ہے۔)

بخاری شریف میں ہے۔ کہ مجھ کو سدرۃ المنتہٰی کی طرف بلند کیا گیا۔ اس کے بیر اتنے بڑے تھے۔ جیسے مقام ہجر کے مٹکے۔ اور اس کے پتے ایسے تھے، جیسے ہاتھی کے کان۔

بخاری شریف میں ہے۔ کہ سدرۃ المنتہٰی کو ایسی رنگتوں نے چھپا لیا کہ معلوم نہیں وہ کیا تھیں! اور مسلم شریف میں ہے کہ وہ پروانے تھے سونے کے۔ ایک حدیث میں ہے کہ وہ سونے کی ٹڈیاں تھیں۔ ایک حدیث میں ہے کہ اس کو فرشتوں نے چھپا لیا۔

بیت المعمور سدرۃ المنتہٰی سے بھی اوپر ہے۔ طبری نے قتادہ سے روایت کیا۔ کہ بیت المعمور ایک مسجد ہے آسمان میں۔ خانہ کعبہ کے بالمقابل۔ اس میں ستر ہزار فرشتے روزانہ داخل ہوتے ہیں۔ اور جب وہ نکل آتے ہیں۔ تو ان کی باری دوبارہ نہیں آتی۔

پھر مجھ کو جنت کی طرف بلند کیا

گیا۔ بعد سیر جنّت کے پھر دوزخ میرے رُو برُو کیا گیا۔ اُس میں اللہ کا غضب، عذاب اور انتقام تھا۔ اگر اُس میں پتھر اور لوہا بھی ڈال دیا جائے۔ تو اُس کو بھی کھالے۔ پھر وہ بند کر دیا گیا۔

اور اس حدیث شریف کے الفاظ سے معلوم ہوتا ہے کہ دوزخ اپنی جگہ رہا۔ اور آپؐ اپنی جگہ رہے۔ درمیان سے حجاب اٹھا کر آپکو دکھلایا گیا۔

بخاری شریف میں بعد ذکر بیت المعمور اور دودھ وغیرہ برتنوں کے پیش کئے جانے کے روایت ہے کہ پھر مجھ پر پچاس نمازیں ہر یوم میں فرض کی گئیں۔ اور ایک روایت میں حضرت ابراہیمؑ کی ملاقات کے بعد مجھ کو عروج کرایا گیا۔ جہاں میں نے قلموں کے لکھنے کی آواز سُنی۔

حق تعالیٰ کی رُویت اور کلام

ترمذی نے حضرت ابن عباسؓ سے روایت کیا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے رَب کو دیکھا۔ نسائی نے باسنادِ صحیح بطریق عکرمہ، حضرت ابن عباسؓ سے روایت کیا ہے۔ اور حاکم نے بھی اس کی تصحیح کی ہے۔ انہوں نے فرمایا۔ کیا تم تعجب کرتے ہو کہ خُلّت حضرت ابراہیمؑ کے لئے ہو اور کلام حضرت موسیٰؑ کے لئے اور رُویت حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلّم کے لئے۔

اور طبرانی نے اوسط میں بسند ثقات ابن عباسؓ سے ذکر کیا ہے، کہ وہ فرماتے تھے کہ محمدؐ نے اپنے رَب کو دو مرتبہ دیکھا ہے۔ ایک مرتبہ بصر سے اور ایک مرتبہ قلب سے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنا قول ہے۔ کہ رَاَیْتُ رَبِّیْ یعنی میں نے اپنے رَب کو دیکھا ہے۔ تو امام احمد کی روایت سے یہ حدیثِ مرفوع بھی ثابت ہو گئی۔ اور کلام کرنا صحاح میں اِن اُمور کے ساتھ وارد ہے:۔

(۱) پانچ نمازیں فرض کی گئیں۔

(۲) اور خواتیم سورہ بقرہ (آخری آیات) عنایت ہوئیں۔

(۳) اور جو شخص آپؐ کی اُمّت میں سے اللہ تعالےٰ کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھیرائے۔ اس کے گناہ معاف کئے گئے۔

(۴) ارشاد ہوُا۔ کہ جو شخص نیکی کا اِرادہ کرتا ہے۔ اُس کے حق میں ایک نیکی لکھی جاتی ہے اور جب وہ اُس پر عمل کرتا ہے۔ تو دس نیکیاں لکھی جاتی ہیں مگر جو بُرائی کا اِرادہ کرتا ہے۔ اُس کے خلاف کچھ نہیں لکھا جاتا۔ اور جب وہ اُس پر عمل کرتا ہے۔ تو ایک ہی بُرائی لکھی جاتی ہے۔

پیشیٔ خداوندی سے واپسی پر نیچے اُترے۔ تو حضرت موسےٰؑ سے ملاقات ہوئی۔ اُنہوں نے رُوئیداد سُن کر کہا۔ میں بنی اسرائیل کا تلخ تجربہ رکھتا ہوں۔ میرا اندازہ ہے۔ کہ آپؐ کی اُمّت پچاس نمازوں کی پابندی نہیں کر سکتی۔ واپس جائیے اور کمی کے لئے عرض کیجئے۔ آپؐ گئے اور اللہ جلّ شانہٗ نے دس نمازیں کم کر دیں۔ پلٹے تو حضرت موسیٰؑ نے پھر وہی بات کہی۔ اُن کے کہنے پر آپ بار بار اوپر جاتے رہے اور ہر بار دس نمازیں کم کی جاتی رہیں۔ آخر پانچ نمازوں کی فرضیت کا حکم ہوُا۔ اور غیب سے آواز آئی۔ کہ پانچ بھی پچاس ہی کے برابر ہیں۔

واپسی کے سفر میں آپؐ اسی سیڑھی سے اُتر کر بیت المقدس آئے۔ یہاں پھر تمام پیغمبر علیہم السلام موجود تھے۔ آپؐ نے اُن کو نماز پڑھائی۔ جو غالبًا فجر کی نماز تھی۔ پھر بُراق پر سوار ہوئے اور مکّہ معظمہ میں واپس پہنچ گئے۔

صبح کو سب سے پہلے آپؐ نے اپنی چچازاد بہن اُمّ ھانی کو یہ رُوداد سُنائی پھر باہر نکلنے کا قصد کیا۔ انہوں نے آپؐ کی چادر پکڑ لی اور کہا۔ خدا کے لئے یہ قصّہ لوگوں کو نہ سُنائیے گا۔ ورنہ اُن کو آپؐ کا مذاق اُڑانے کے لئے ایک اور شوشہ ہاتھ آجائے گا۔ مگر آپؐ یہ کہتے ہوئے باہر نکل گئے کہ میں ضرور بیان کروں گا۔

حرمِ کعبہ میں پہنچے تو ابوجہل سے آمنا سامنا ہوُا۔ اُس نے کہا۔ کہ کوئی تازہ خبر؟ فرمایا۔ ہاں۔ پوچھا کیا؟ فرمایا۔ یہ کہ میں آج کی رات بیت المقدس گیا تھا۔ کہا بیت المقدس؟ راتوں رات ہو آئے؟ اور صبح یہاں موجود ہو؟ فرمایا ہاں۔ کہا قوم کو جمع کروں؟ سب کے سامنے یہی بات کہو گے؟ فرمایا۔ بے شک۔ ابوجہل نے آوازیں دے دیکر سب کو جمع کر لیا۔ اور کہا۔ لو اب کہو۔ آپؐ نے سب کے سامنے پورا قصّہ بیان کر دیا۔ لوگوں نے مذاق اُڑانا شروع کیا۔ دو مہینے کا سفر ایک رات میں، ناممکن! محال! پہلے تو شک تھا۔ اب یقین ہو گیا کہ تم دیوانے ہو گئے ہو۔

آناً فاناً یہ خبر تمام مکّہ میں پھیل گئی بہت سے مسلمان اس واقعہ کو سُن کر اسلام سے پھر گئے۔ لوگ اس امید پر حضرت ابوبکرؓ کے پاس پہنچے کہ یہ محمد صلی اللہ علیہ وسلّم کے دستِ راس ہیں۔ یہ پھر جائیں۔ تو اس تحریک کی جان ہی نکل جائے۔ انہوں نے یہ قصّہ سُن کر کہا۔ اگر واقعی محمد صلی اللہ علیہ وسلّم نے یہ واقعہ بیان کیا ہے۔ تو ضرور سچ ہو گا۔ اس میں تعجب کی کیا بات ہے۔ میں تو روز سُنتا ہوں کہ اُن کے پاس آسمان سے پیغام آتے ہیں۔ اور اس کی تصدیق کرتا ہوں۔

پھر حضرت ابوبکرؓ حرم کعبہ میں آئے تو رسول اللہؐ موجود تھے اور ہنسی اُڑانے والا مجمع بھی۔ پوچھا۔ کیا واقعی آپؐ نے ایسا فرمایا ہے؟ جواب دیا۔ ہاں۔ کہا کہ بیت المقدس میرا دیکھا ہوُا ہے۔ آپؐ وہاں کا نقشہ بیان کریں۔ آپؐ نے فورًا نقشہ بیان کرنا شروع کر دیا۔

حضرت ابوبکرؓ کی اس تدبیر سے جھٹلانے والوں کو ایک شدید ضرب لگی۔ وہاں بکثرت ایسے آدمی تھے۔ جو تجارت کے سلسلہ میں بیت المقدس جاتے رہتے تھے۔ وہ سب دلوں میں قائل ہو گئے کہ نقشہ بالکل صحیح ہے!

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ میں نے اپنے آپؐ کو حطیم میں دیکھا۔ کہ قریش مجھ سے میرے سفر معراج کے متعلق پوچھتے تھے۔ سو اُنہوں نے مجھ سے بیت المقدس کی کئی باتیں پوچھیں۔ مجھے کچھ فکر سی ہوئی۔ پس اللہ تعالےٰ نے اُس کو میرے لئے ظاہر کر دیا۔ کہ میں اُس کو دیکھتا تھا اور وہ جو جو باتیں مجھ سے پوُچھتے تھے۔ میں اُن کو تبلاتا جاتا تھا۔

اب لوگ آپؐ کے بیان کی صحت کا مزید ثبوت مانگنے لگے۔ فرمایا۔ جاتے ہوئے میں فلاں فلاں مقام پر قافلہ پر سے گزُرا۔ جس کے ساتھ یہ یہ سامان تھا۔ قافلہ والوں کے اُونٹ براق کی وجہ سے بھڑک اُٹھے۔ ایک اُونٹ فلاں وادی کی طرف بھاگ نکلا۔ میں نے قافلہ والوں کو اُس کا پتہ تبلایا۔ واپسی میں فلاں قبیلہ کا قافلہ مجھے مِلا۔ سب لوگ سو رہے تھے میں نے اُن کے برتن سے پانی پیا۔ اور

اس بات کی علامت چھوڑ دی۔ کہ اُس سے پانی پیا گیا ہے۔

ایسے ہی کچھ اور نشانات آپؐ نے بتلائے اور بعد میں آنے والے قافلوں سے اُن باتوں کی تصدیق ہوئی اور اس طرح زبانیں بند ہو گئیں۔ مگر دل یہی سوچتے رہے کہ یہ ہو کیسے سکتا ہے؟ آج بھی بہت سے لوگ سوچ رہے ہیں کہ یہ کیسے ہوا؟

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی بَدْرِ التَّمَامِ
اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی نُوْرِ الظَّلَامِ
اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مِفْتَاحِ دَارِ السَّلَامِ
اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلَی الشَّفِیْعِ فِیْ جَمِیْعِ الْاَنَامِ

پیغامِ معراج

اسلام کے چودہ زرّیں اصول

یہ وہ بنیادی اصول ہیں۔ جن پر انسانی تمدّن و اخلاق کی تعمیر مکمل ہوتی ہے:۔

(۱) صرف اللہ کی بندگی کی جائے۔ اور اقتدارِ اعلیٰ میں اس کے ساتھ کسی کی شرکت تسلیم نہ کی جائے۔

(۲) تمدّن میں خاندان کی اہمیّت ملحوظ رکھی جائے۔ اولاد والدین کی فرمانبردار و خدمت گزار ہو۔ اور رشتہ دار ایکدوسرے کے ہمدرد و مددگار ہوں۔

(۳) سوسائٹی میں غریب اور معذور کی مدد کی جائے۔ بے وطن محتاج کو بے وسیلہ نہ چھوڑا جائے۔

(۴) دولت کو فضول ضائع نہ کیا جائے۔ فضول خرچ شیطانوں کے بھائی ہیں۔

(۵) اپنے خرچ کو اعتدال پر رکھا جائے۔ نہ بخل کرکے دولت کو روکیں۔ اور نہ فضول خرچی کریں۔

(۶) رزق کی تقسیم میں جو خدا نے انتظام کیا ہے۔ اُس میں مصنوعی طریقوں سے خلل نہ ڈالیں۔

(۷) معاشی مشکلات کا حل قانونِ قدرت کی خلاف ورزی میں نہ ڈھونڈیں۔

(۸) زنا سے پرہیز کریں۔ یہ بُرا راستہ ہے۔ اس کے قریب بھی نہ جائیں۔

(۹) کسی کا ناحق خون نہ بہائیں۔ خودکشی اور اقدام قتل دونوں سے باز رہیں۔

(۱۰) یتیموں کے مال کی حفاظت کی جائے۔ جب تک کہ وہ خود اپنے پاؤں پر کھڑے ہونے کے قابل نہ ہو جائیں۔

(۱۱) عہد و پیمان کو پُورا کیا جائے۔

(۱۲) تجارتی معاملات میں ماپ تول ٹھیک ٹھیک ہو۔ اس میں کمی بیشی سے بچیں۔

(۱۳) جس چیز کا علم نہ ہو۔ اس کی پیروی نہ کریں۔ وہم اور گمان سے بچیں۔

(۱۴) نخوت اور تکبّر سے پرہیز کریں۔

مذکورہ چودہ اصول جو معراج میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم کو دیئے گئے تھے۔ اُن کی حیثیت صرف اخلاقی تعلیمات ہی کی نہیں۔ در اصل یہ اسلام کا خلاصہ اور اس کا عطر ہیں۔

خاموش مبلغ ———— !

دُنیا کی محبّت!

عَنْ ثَوْبَانَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یُوْشِکُ الْاُمَمُ اَنْ تَدَاعٰی عَلَیْکُمْ کَمَا تَدَاعَی الْاَکَلَۃُ اِلٰی قَصْعَتِہَا فَقَالَ قَائِلٌ وَمِنْ قِلَّۃٍ نَحْنُ یَوْمَئِذٍ قَالَ بَلْ اَنْتُمْ یَوْمَئِذٍ کَثِیْرٌ وَلٰکِنَّکُمْ غُثَاءٌ کَغُثَاءِ السَّیْلِ وَلَیَنْزِعَنَّ اللّٰہُ مِنْ صُدُوْرِ عَدُوِّکُمُ الْمَهَابَۃَ مِنْکُمْ وَلَیَقْذِفَنَّ فِیْ قُلُوْبِکُمُ الْوَھْنَ قَالَ قَائِلٌ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ وَمَا الْوَھْنُ قَالَ حُبُّ الدُّنْیَا وَکَرَاھِیَۃُ الْمَوْتِ رَوَاہُ اَبُوْدَاؤُدَ وَالْبَیْہَقِیُّ فِیْ دَلَائِلِ النُّبُوَّۃِ۔

ترجمہ:۔ حضرت ثوبانؓ کہتے ہیں۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ گمراہ لوگوں کے گروہ قریب ہیں کہ ان کے بعض آدمی بعض کو تم سے لڑنے اور تمہاری شان و شوکت کو مٹانے کے لئے بلائیں گے۔ جس طرح کہ ایک کھانا کھانے والی جماعت بعض، بعض کو کھانے کی طرف بُلاتے ہیں۔ (یعنی گمراہوں کا ایک گروہ پیدا ہوگا۔ جن میں سے بعض لوگ بعض لوگوں کو تمہاری قوت توڑنے اور تم کو ہلاک کرنے کے لئے اس طرح بُلائیں گے۔ جس طرح آدمیوں کو کھانے کے لئے بلایا جاتا ہے) یہ سُن کر صحابہؓ میں سے کسی نے پوچھا۔ کیا وہ لوگ اِس لئے ہم پر غلبہ حاصل کر لیں گے۔ کہ ہم اس وقت تعداد میں کم ہوں گے۔ آپؐ نے فرمایا۔ تم اس زمانہ میں بڑی تعداد میں ہو گے۔ لیکن ایسے جیسے کہ دریا یا نالوں کے کنارے سیلاب کے جھاگ ہوتے ہیں۔ (یعنی تم نہایت کمزور اور ضعیف ہو گے)۔ تمہارا رعب اور تمہاری ہیبت دشمنوں کے دل سے نکل جائیگی اور تمہارے دلوں میں ضعف اور سستی پیدا ہو جائے گی۔ کسی نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ! وہن (ضعف و سستی) کیا چیز ہے۔ فرمایا۔ دنیا کی محبّت اور موت سے بیزاری۔

"ترجمان اسلام" کی امداد

علمائے اسلام کے خیالات و نظریات کی اشاعت دین کی خدمت اور اسلام کی حقیقی ترجمانی کرنے کیلئے اخبار ترجمان اسلام چار سال سے جاری ہے۔ ستمبر ۶۰ء میں پریس برانچ (محکمہ تعلّقات عامہ) نے ایک نوٹس کی وجہ سے اس کا ڈکلریشن منسوخ کر دیا تھا۔ چنانچہ چار ماہ سے اخبار کے قارئین کو پریشانی رہی۔ الحمد للہ تعالی کہ اس کا ڈکلریشن نیا منظور ہو گیا ہے۔ اب وہ دوبارہ اسلام اور مسلمانوں کی خدمت کے لئے باقاعدگی سے شائع ہونا شروع ہو جائیگا۔ عام مسلمانوں سے اور خاصکر علماء حق خطباء مساجد اور دیندار حضرات کا فرض ہے کہ وہ اس کی اشاعت بڑھائیں بلکہ اس جبری التواء سے جو نقصان اٹھانا پڑا ہے۔ ہر طرح امداد کرکے اس کی بھی تلافی کریں۔

نئے دیانتدار ایجنٹوں کی بھی ضرورت ہے۔ ملک میں برساتی کیڑوں کی طرح اخبارات و رسائل دینِ حق کے خلاف پروپیگنڈا کے لئے جاری ہیں۔ ان حالات میں صحیح العقیدہ مسلمانوں کی ذمہ داری اور بڑھ جاتی ہے۔ کہ وہ ترجمان اسلام جیسے حق گو اخباروں کی حوصلہ افزائی کرکے اشاعت دین میں حصہ دار بنیں۔ ناظم دفتر

جناب محمد شفیع شمس الدین صاحب رسا نگھٹ)

اجتماعی احکام

(۳)

(۳۷) اللہ اور اُس کے رسولؐ کے سامنے پہل نہ کرو

يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُقَدِّمُوْا بَيْنَ يَدَيِ اللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ وَاتَّقُوا اللّٰهَ اِنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ۝ (الحجرات آیت ۱)

ترجمہ:۔ اے ایمان والو! اللہ اور اس کے رسول کے سامنے پہل نہ کرو۔ اور اللہ سے ڈرتے رہو۔ بے شک اللہ سب کچھ دیکھنے والا جاننے والا ہے۔

"یعنی جس معاملہ میں اللہ و رسول کی طرف سے حکم ملنے کی توقع ہو اس کا فیصلہ پہلے ہی آگے بڑھ کر اپنی رائے سے نہ کر بیٹھو۔ بلکہ حکم الٰہی کا انتظار کرو۔ جس وقت پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کچھ ارشاد فرمائیں خاموشی سے کان لگا کر سنو۔ اُن کے بولنے سے پہلے خود بولنے کی جرأت نہ کرو۔ جو حکم ادھر سے ملے۔ اس پر بے چون وچرا اور بلا پس و پیش عامل بن جاؤ۔ اپنی اغراض اور اہوا و آراء کو اُن کے احکام پر مقدم نہ رکھو۔ بلکہ اپنی خواہشات جذبات کو احکام سماوی کے تابع بناؤ۔

(تنبیہ) اس سورت میں مسلمانوں کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے آداب۔ اور اپنے بھائی مسلمانوں کے ساتھ برادرانہ تعلقات قائم رکھنے کے طریقے سکھائے ہیں۔ اور یہ کہ مسلمانوں کا جماعتی نظام کن اصول پر کاربند ہونے سے مضبوط و مستحکم رہ سکتا ہے۔ اور کبھی اس میں خرابی اور اختلال پیدا ہو تو اُس کا علاج کیا ہے تجربہ شاہد ہے کہ بیشتر نزاعات و مناقشات خودرائی اور غرض پرستی کے ماتحت وقوع پذیر ہوتے ہیں۔ جس کا واحد علاج یہ ہے کہ مسلمان اپنی شخصی رایوں اور غرضوں کو کسی ایک بلند معیار کے تابع کر دیں۔ ظاہر ہے کہ اللہ و رسولؐ کے ارشاد سے بلند کوئی معیار نہیں ہو سکتا۔ ایسا کرنے سے خواہ وقتی اور عارضی طور پر کتنی ہی تکلیف اُٹھانا پڑے۔ لیکن اس کا آخری انجام یقینی طور پر دارین کی سُرخروئی اور کامیابی ہے۔"

(حضرت شیخ الاسلام عثمانیؒ)

(۳۸) اپنی آوازیں نبیؐ کی آواز سے بُلند نہ کرو

يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَرْفَعُوْٓا اَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ وَ لَا تَجْهَرُوْا لَهٗ بِالْقَوْلِ كَجَهْرِ بَعْضِكُمْ لِبَعْضٍ اَنْ تَحْبَطَ اَعْمَالُكُمْ وَ اَنْتُمْ لَا تَشْعُرُوْنَ ۝ (سورۃ الحجرات آیت ۲)۔

ترجمہ:۔ اے ایمان والو! اپنی آوازیں نبیؐ کی آواز سے بُلند نہ کیا کرو۔ اور نہ بلند آواز سے رسولؐ سے بات کیا کرو۔ جیسا کہ تم ایک دوسرے سے کیا کرتے ہو۔ کہیں تمہارے اعمال برباد نہ ہو جائیں۔ اور تمہیں خبر بھی نہ ہو۔

"آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو عام آدمیوں کی طرح خطاب کرنا بے تمیزی ہے۔ آپؐ کی مجلس میں کسی کی آواز آپؐ سے بلند نہ ہو۔ اس میں قطعی طور پر شور و غل نہ ہو۔ اپنی آواز اور رائے کو آنحضرتؐ صلی اللہ علیہ وسلم کی رائے اور گفتار سے بلند نہ کرو۔ مکہ کے ایک شخص کا بیان ہے جو عزت آپؐ کی صحابہ کرامؓ کرتے ہیں اس کا دسواں حصہ بھی کسریٰ کے درباری کسریٰ کی نہیں کرتے۔ انسان کے انفرادی کام جس قدر بڑے ہوں گے اگر وہ اجتماعی آداب کی پرواہ نہ کرے تو وہ کام بیکار ہیں۔ یہ انفرادیت کو توڑنے والی اور اجتماعیت کی طرف لانیوالی روح ہے۔" (حضرت مولینا عبداللہ لغاریؒ سانگھڑ والے)

"حضورؐ کی وفات کے بعد حضورؐ کی احادیث سُننے اور پڑھنے کے وقت بھی یہ ہی ادب چاہیئے اور قبر شریف کے پاس حاضر ہو وہاں بھی ان آداب کو ملحوظ رکھے۔" (حضرت مولانا عثمانیؒ)

(۳۹) کسی قوم کے ساتھ ٹھٹھا نہ کرو

يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا يَسْخَرْ قَوْمٌ مِّنْ قَوْمٍ عَسٰٓى اَنْ يَّكُوْنُوْا خَيْرًا مِّنْهُمْ وَ لَا نِسَآءٌ مِّنْ نِّسَآءٍ عَسٰٓى اَنْ يَّكُنَّ خَيْرًا مِّنْهُنَّ ج (الحجرات آیت ۱۱)۔

ترجمہ:۔ اے ایمان والو! ایک قوم دوسری قوم سے ٹھٹھا نہ کرے۔ عجب نہیں کہ وہ ان سے بہتر ہو۔ اور نہ عورتیں دوسری عورتوں سے ٹھٹھا کریں۔ کچھ بعید نہیں کہ وہ ان سے بہتر ہوں۔

دین اسلام بین الاقوامی (Inter-national) مذہب ہے۔ اس واسطے کہا گیا ہے کہ ایک قوم دوسری قوم سے ٹھٹھا نہ کرے۔ آج کل اقوام عالم جس طرح ایک دوسرے کے خلاف پروپیگنڈا کرتی ہیں۔ ہر قوم نے دوسری قوموں کی مذمت کی بہت ساری چیزیں یاد کر رکھی ہیں جنہیں کوئی سُننا گوارا نہیں کر سکتا۔ اسلام میں اس طرح کے نفرت آمیز اور حقارت آمیز پروپیگنڈے کی گنجائش نہیں۔ اسلام قومیت برقرار رکھتا ہے مگر ذہنیت کا اتحاد چاہتا ہے۔ کہ جملہ اقوام عالم اسلام کی آغوش میں آ کر بنی نوع انسان کے لئے بھلائی اور خیر خواہی کے کام کریں۔ ایک دوسرے کا تمسخر اُڑا کر ایک دوسرے کے خلاف نفاق کا بیج نہ بوئیں۔

(۴۰) کسی قوم کی دشمنی کے باعث انصاف کرنا ہرگز نہ چھوڑو!

وَ لَا يَجْرِمَنَّكُمْ شَنَاٰنُ قَوْمٍ عَلٰٓى اَلَّا تَعْدِلُوْا ط اِعْدِلُوْا قف هُوَ اَقْرَبُ لِلتَّقْوٰى ز وَاتَّقُوا اللّٰهَ ط اِنَّ اللّٰهَ خَبِيْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ۝ (المائدہ آیت ۸)۔

ترجمہ:۔ اور کسی قوم کی دُشمنی کے باعث انصاف کو ہرگز نہ چھوڑو۔ انصاف کرو۔ یہی بات تقویٰ کے زیادہ نزدیک ہے۔ اور اللہ سے ڈرتے رہو۔ جو کچھ تم کرتے ہو بے شک اللہ اس سے خبردار ہے۔

حضرت شاہ صاحب فرماتے ہیں۔ "اکثر کافروں نے مسلمانوں سے بڑی دشمنی کی تھی۔ پیچھے مسلمان ہوئے۔ تو فرمایا۔ کہ ان سے وہ دشمنی نہ نکالو۔ اور ہر جگہ یہی حکم ہے۔ حق بات میں دوست اور دشمن برابر ہے۔"

سبحان اللہ! اسلام کتنا اعلیٰ اور بلند نظریہ پیش کرتا ہے۔ جو لوگ امن عالم کا ڈھنڈورا پیٹتے ہیں۔ وہ اگر صحیح طور سے امن کے خواہشمند ہیں تو وہ اسلام کی آغوش میں آنے سے ہی مل سکتا ہے۔

(۴۱) شراب، جُوا، بُت اور فال کے تیر

يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَيْسِرُ وَالْاَنْصَابُ وَالْاَزْلَامُ رِجْسٌ مِّنْ عَمَلِ الشَّيْطٰنِ فَاجْتَنِبُوْهُ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ۝ اِنَّمَا يُرِيْدُ الشَّيْطٰنُ اَنْ يُّوْقِعَ بَيْنَكُمُ الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَآءَ فِي الْخَمْرِ وَالْمَيْسِرِ وَ يَصُدَّكُمْ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ وَ عَنِ الصَّلٰوةِ ج فَهَلْ اَنْتُمْ مُّنْتَهُوْنَ ۝ (المائدہ۔ آیت ۹۰-۹۱-ع ۱۲)۔

ترجمہ:- اے ایمان والو! شراب، اور جوا اور بُت اور فال کے تیر سب شیطان کے گندے کام ہیں۔ سو ان سے بچتے رہو تا کہ نجات پاؤ۔ شیطان تو یہی چاہتا ہے کہ شراب اور جوئے کے ذریعے سے تم میں دشمنی اور بغض ڈالدے اور تمہیں اللہ کی یاد سے اور نماز سے روکے۔ سو اب بھی باز آجاؤ۔

شراب

اسے گندہ شیطانی فعل کہا گیا۔ شیطان انسان کا دشمن ہے۔ دشمن کے اس گندے فعل سے ہر انسان کو بچنا چاہیئے۔ شراب ام الخبائث ہے آپس میں لڑائی فساد اور دشمنی ڈلواتی ہے۔ کیونکہ نشہ کی حالت میں نیک و بد کی تمیز اُٹھ جاتی ہے اور اللہ کے ذکر اور نماز تک سے اس کا پینے والا غافل ہوجاتا ہے۔ یہ کتنے بڑے گھاٹے کا کام ہے۔ جس میں دین و دنیا دونوں کی خرابی ہے۔

حدیث:- حضرت ابومالک اشعری رضؓ کہتے ہیں۔ کہ میری امت میں کچھ لوگ ایسے ہونگے جو زنا، شراب، ریشمی لباس (مردوں کے لئے) اور رقص و سرود کے آلات کو حلال جانیں گے اور کچھ لوگ ایک پہاڑ کے پہلو میں اُتریں گے اور چرواہا ان کے مویشی شام کو واپس لائیگا اور ایک محتاج ان کے پاس شام کو اپنی حاجت کے لئے آئے گا۔ تو وہ کہیں گے کہ کل آنا لیکن رات ہی کو خدا اُن کو ہلاک کر ڈالے گا۔ پہاڑ کو اُن پر گرا دے گا۔ اور باقی لوگوں کی صورتیں بندر اور سوروں کی طرح قیامت تک کے واسطے کر دے گا۔ (بخاری کتاب الاشربہ)

نیز شراب کا علی الاعلان پیا جانا قیامت کی نشانیوں میں ایک نشانی ہے۔

تفسیر ابن کثیرؒ میں ہے کہ مسند احمد میں ہے کہ شراب کے بارے میں دس لعنتیں ہیں (۱) اس کے پینے والے پر (۲) اس کے لانے والے پر (۳) اس کے بیچنے والے پر (۴) اس کے خریدنے والے پر (۵) اس کے نچوڑنے والے پر (۶) اس کے بنانے والے پر (۷) اس کے پلانے والے پر (۸) خود شراب پر (۹) اس کے اٹھانے والے پر (۱۰) اس کی قیمت کھانے والے پر۔

جوا

"حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ شطرنج بھی جوئے میں داخل ہے۔ بچوں کے کھیل کے طور پر کھیلنا بھی جوا ہی ہے۔ (ابن کثیرؒ)

کلبوں (CLUBS) میں جا کر جوا کھیلنے والے

جیسے عرف عام میں رمی کہتے ہیں۔ اس حکم کو خوب غور سے سنیں۔ اور عمل کریں حرام فعل تفریحی شغل نہیں کہلایا جا سکتا۔

بُت

عرب زمانہ جاہلیت میں پتھر کے بُت پوجتے تھے۔ بتوں پر قربانیاں کرتے تھے۔ قرآن کریم نے جو جانور بتوں پر قربان کیا جائے اس کا گوشت حرام قرار دیا ہے:-

وَمَا ذُبِحَ عَلَى النُّصُبِ (المائدہ آیت ۳)

اسلام بُت پرستی اور غیر اللہ کی پوجا سے روکتا ہے۔ بُت تو درکنار جانداروں کی تصویریں تک گھروں میں رکھنے کی ممانعت ہے۔ اب جو حضرات اپنے بنگلوں کو تصاویر اور دوکانوں کو عریاں نسوانی تصاویر وغیرہ سے سجاتے ہیں انہیں سوچنا چاہیئے کہ وہ کیا کر رہے ہیں۔ کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان انہیں معلوم نہیں کہ جس گھر میں کتا یا تصویر ہو۔ اس گھر میں (رحمت) کے فرشتے داخل نہیں ہوتے۔ (بخاری کتاب اللباس)

فال کے تیر

جاہلیت کے زمانہ میں عرب کے مشرکین فال کے تیروں کو دو موقعوں پر استعمال کرتے تھے!

ایک تقسیم گوشت کے وقت۔ اس کا طریقہ یہ تھا۔ کہ چند آدمی مل کر ایک اونٹ خرید کر ذبح کرتے اور گوشت کی تقسیم تیروں کے ذریعہ کرتے۔ ایک تیر پر نصف لکھا ہوتا۔ دوسرے پر چوتھائی۔ تیسرا خالی ہوتا اب اگر نصف والا تیر نکل آتا تو فال نکالنے والا نصف گوشت لے لیتا۔ اگر چوتھائی والا نکلتا تو چوتھائی حصہ لیتا۔ اگر وہ تیر ہاتھ آتا جس پر کچھ لکھا نہ ہوتا تو کچھ حصہ اُسے نہ ملتا۔ اس طرح کی تقسیم سے بعض حصہ دار زیادہ گوشت لے جاتے اور بعض کم اور بعض محروم رہ جاتے۔ قرآن مجید نے اس طرح کی تقسیم کی ممانعت فرما دی۔ ایسا گوشت حرام قرار دیا۔ وَاَنْ تَسْتَقْسِمُوْا بِالْاَزْلَامِ ط (المائدہ آیت ۳)

ترجمہ:- اور یہ (گوشت بھی حرام ہے) کہ جوئے کے تیروں سے تقسیم کرو۔

دوسری صورت یہ تھی۔ کہ اہم امور میں یا جن امور کے بارے میں طبیعت میں کچھ شک ہوتا تو تیروں سے فال لیتے تھے اس مقصد کے لئے تین قسم کے تیر تھے۔ ایک پر لکھا ہوتا۔ "یہ کام کرو" یا "اس کام کے کرنے کی اللہ نے اجازت دی ہے" دوسرے پر لکھا ہوتا کہ "یہ کام نہ کرو" یا "یہ کام کرنے کی اللہ اجازت نہیں دیتا" تیسرے پر کچھ بھی لکھا ہوا نہ ہوتا۔ اب فال لینے والا تیر اٹھاتا۔ جس طرز کی عبارت ہوتی۔ اس طرح عمل کرتا۔

اس صورت کو بھی قرآن پاک نے ناجائز قرار دیا۔ کیونکہ غیب دان صرف اللہ تعالیٰ ہے۔

وَعِنْدَهٗ مَفَاتِحُ الْغَيْبِ لَا يَعْلَمُهَا اِلَّا هُوَ ط (الانعام آیت ۵۹)۔

ترجمہ:- اور اسی (اللہ) کے پاس غیب کی کنجیاں ہیں۔ جنہیں اس کے سوا کوئی نہیں جانتا۔

اس لئے یہ فال وغیرہ کوئی معنی نہیں رکھتے۔ چاہیئے کہ بندہ توکلاً علی اللہ کام میں ہاتھ ڈالے۔ اور اپنے کام کا انجام اس کے سپرد کرے اور خود چین سے رہے۔

وَاُفَوِّضُ اَمْرِیْۤ اِلَى اللّٰهِ ط

ترجمہ:- اور میں اپنا معاملہ اللہ کے سپرد کرتا ہوں۔

فی زمانہ وہ لوگ جو غیب کی خبریں وغیرہ بتلانے کا دعویٰ کرتے ہیں جھوٹے ہیں۔ ایسے نجومیوں وغیرہ کی باتوں پر ہرگز ہرگز یقین نہ کیا جائے۔ نہ ان سے کچھ دریافت کیا جائے۔ ان کے جال میں نہ پھنسنا چاہیئے۔ کیونکہ ایسا کرنے سے دنیا اور دین دونوں کا نقصان ہے

حدیث

جو شخص کاہن یا نجومی کے پاس جائے۔ اور اس سے کچھ دریافت کرے۔ اس کی چالیس دن کی نماز قبول نہیں کی جاتی۔ (مشکوٰۃ)

دیکھئے نماز کا قبول نہ ہونا کتنا بڑا خسارہ ہے اس علم کا سیکھنا بھی حرام ہے۔ اس کا بتلانا بھی حرام ہے۔ اور اس کے ذریعے جو روزی حاصل کی جائے وہ بھی حرام ہے۔

حدیث

جس نے علم نجوم کا ایک حصہ سیکھا۔ اس کے سوا جس کا ذکر خدا تعالیٰ نے کیا ہے۔ تو اس نے سحر کا ایک ٹکڑا سیکھا۔ اور منجم (یعنی نجوم جاننے والا) کاہن ہے۔ اور کاہن ساحر ہے اور ساحر کافر ہے۔ (مشکوٰۃ بحوالہ رزین)

ایک واقعہ

ایک روز حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا غلام کوئی چیز لایا۔ اس میں سے آپ نے کچھ تناول فرمایا۔ غلام نے عرض کیا۔ آپ کو معلوم ہے یہ کیا چیز ہے؟ حضرت ابوبکرؓ نے دریافت فرمایا۔ ہاں تو بتایئے۔ کیا چیز ہے؟

غلام نے عرض کیا کہ میں ایام جاہلیت میں ایک شخص کو غیب کی باتیں بتایا کرتا تھا۔ حالانکہ میں اس فن سے اچھی طرح واقف نہ تھا۔ لیکن اس کو فریب دیتا تھا۔ آج اس شخص سے میری ملاقات ہوئی اور اس نے مجھ کو یہ چیز دی۔ یہ وہی چیز ہے جو آپ نے کھائی ہے۔ یہ سُن کر حضرت ابوبکرؓ نے اپنے منہ میں ہاتھ ڈالا۔ جو کچھ پیٹ میں تھا قے کرکے نکال دیا۔ (مشکوٰۃ کتاب البیوع)

دیکھئے کہانت کے ذریعے حاصل کئے ہوئے حرام لقمے سے آپ نے کس قدر پرہیز کیا کہ بیخبری سے کھائے ہوئے طعام کو قے کے ذریعہ سے شکم سے خارج کر دیا۔

(۴۲) کافروں کو دوست نہ بناؤ

لَا يَتَّخِذِ الْمُؤْمِنُوْنَ الْكٰفِرِيْنَ اَوْلِيَآءَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِيْنَ ج وَ مَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ فَلَيْسَ مِنَ اللّٰهِ فِيْ شَيْءٍ اِلَّآ اَنْ تَتَّقُوْا مِنْهُمْ تُقٰىةً ط وَ يُحَذِّرُكُمُ اللّٰهُ نَفْسَهٗ ط وَ اِلَى اللّٰهِ الْمَصِيْرُ ۝ (آل عمران آیت ۲۸-ع ۳-پ ۳)۔

ترجمہ:۔ مسلمان مسلمانوں کو چھوڑ کر کافروں کو دوست نہ بنائیں۔ اور جو کوئی یہ کام کرے اسے اللہ سے کوئی تعلق نہیں۔ مگر اس صورت میں کہ تم ان سے بچاؤ کرنا چاہو۔ اور اللہ تمہیں اپنے سے ڈراتا ہے۔ اور اللہ ہی کی طرف لوٹ کر جانا ہے۔

"مسلمانوں کو چاہیئے۔ کہ (ظاہراً یا باطناً) کفار کو دوست نہ بناویں۔ مسلمانوں (کی دوستی) سے تجاوز کرکے۔ (یہ تجاوز دو صورت سے ہوتا ہے۔ ایک یہ کہ مسلمانوں سے بالکل دوستی نہ رکھیں۔ دوسرے یہ کہ مسلمانوں کے ساتھ کفار سے بھی دوستی رکھیں۔ دونوں صورتیں ممانعت میں داخل ہیں۔)

اور جو شخص ایسا کام کرے گا۔ سو وہ شخص اللہ کے ساتھ دوستی رکھنے میں کسی شمار میں نہیں۔ (کیونکہ جن دو شخصوں میں باہم عداوت ہو۔ ایک سے دوستی کرکے دوسرے سے دوستی کا دعویٰ قابلِ اعتبار نہیں ہو سکتا۔)

مگر ایسی صورت میں (ظاہری دوستی کی اجازت ہے) کہ تم ان سے کسی قسم کا (قوی) اندیشہ رکھتے ہو (وہاں دفع ضرر کی ضرورت ہے) اور اللہ تعالےٰ تم کو اپنی ذات سے ڈراتا ہے۔ (کہ اس کی ذات سے ڈر کر احکام کی مخالفت مت کرو۔) اور خدا ہی کی طرف لوٹ کر جانا ہے۔ (اُس وقت کی سزا کا خوف کرنا ضروری ہے۔)

ف:۔ کفار کے ساتھ تین قسم کے معاملے ہوتے ہیں:۔

(۱) موالات یعنی دوستی۔

(۲) مدارت یعنی ظاہر خوش خلقی۔

(۳) مواسات یعنی احسان و نفع رسانی۔

ان معاملات میں تفصیل یہ ہے۔ کہ موالات تو کسی صورت میں جائز نہیں۔ اور آیت (يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوا الْيَهُوْدَ وَالنَّصٰرٰٓى اَوْلِيَآءَ ۘ بَعْضُهُمْ اَوْلِيَآءُ بَعْضٍ ۭ وَمَنْ يَّتَوَلَّهُمْ فَاِنَّهٗ مِنْهُمْ۔ (المائدہ آیت ۵۱)۔

ترجمہ:۔ اے ایمان والو! یہود اور نصاریٰ کو دوست نہ بناؤ۔ وہ آپس میں ایک دوسرے کے دوست ہیں۔ جو کوئی تم سے ان کے ساتھ دوستی کرے۔ تو وہ انہیں میں سے ہے ——!)

میں یہی مراد ہے۔

اور مدارت تین حالتوں میں درست ہے۔

ایک دفع ضرر کے واسطے۔

دُوسرے اُس کافر کی مصلحت دینی۔ یعنی توقع ہدایت کے واسطے۔

تیسرے اکرام ضیف کے لئے۔

اور اپنی منفعت و منفعت مال یا جاہ کے لئے درُست نہیں۔ اور بالخصوص جبکہ دینی ضرر کا بھی خوف ہو۔ تو بدرجۂ اولیٰ یہ اختلاط حرام ہو گا۔ اس مقام کی آیت میں اسی دفع ضرر کی حالت کو مستثنیٰ کیا ہے۔ اور مراد اس سے مدارات ہے۔ جس کو صورتاً موالات میں داخل کرکے موالات کو مستثنیٰ منہ قرار دے دیا۔ اور آیت بالا میں چونکہ موالات حقیقہ مراد ہے۔ لہذا استثنیٰ نہیں کیا گیا" (بیان القرآن)

(۲) يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوْا عَدُوِّيْ وَعَدُوَّكُمْ اَوْلِيَآءَ تُلْقُوْنَ اِلَيْهِمْ بِالْمَوَدَّةِ وَقَدْ كَفَرُوْا بِمَا جَآءَكُمْ مِّنَ الْحَقِّ ج يُخْرِجُوْنَ الرَّسُوْلَ وَاِيَّاكُمْ اَنْ تُؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ رَبِّكُمْ ط (الممتحنہ آیت ۱-ع ۱)۔

ترجمہ:۔ اے ایمان والو! میرے دشمنوں اور اپنے دشمنوں کو دوست نہ بناؤ۔ کہ اُن کے پاس دوستی کے پیغام بھیجتے ہو۔ حالانکہ تمہارے پاس جو سچا دین آیا ہے اس کے یہ منکر ہیں۔ رسولؐ کو اور تمہیں اس بات پر نکالتے ہیں کہ تم اللہ اپنے پر ایمان لائے ہو۔

حضرت شیخ التفسیر مولانا احمد علی صاحب مدظلہ العالی فرماتے ہیں:۔

" اس آیت میں مقاطعہ کے چار سبب ذکر کئے گئے ہیں:۔

(۱) اللہ تعالےٰ کے دشمن ہیں۔ (عدوی)

(۲) اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دشمن ہیں۔ (یخرجون الرسول)۔

(۳) قرآن کے وہ دشمن ہیں۔ (وقد کفروا بما جاءکم من الحق)۔

(۴) اور تمہارے دشمن ہیں۔ (وعدوکم) لہذا ظاہر یا در پردہ ہرگز دوستی رکھنے کے قابل نہیں۔"

(۳) يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوا الْكٰفِرِيْنَ اَوْلِيَآءَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِيْنَ ط اَتُرِيْدُوْنَ اَنْ تَجْعَلُوْا لِلّٰهِ عَلَيْكُمْ سُلْطٰنًا مُّبِيْنًا ۝ (النسآء آیت ۱۴۴-ع ۲۱)۔

ترجمہ:۔ اے ایمان والو! مسلمانوں کو چھوڑ کر کافروں کو اپنا دوست نہ بناؤ۔ کیا تم اپنے اوپر اللہ کا صریح الزام لینا چاہتے ہو۔

" یعنی مسلمانوں کو چھوڑ کر کافروں سے دوستی کرنا دلیل ہے نفاق کی۔ جیسا کہ منافقین کرتے ہیں۔

سو تم اے مسلمانو! ایسا ہرگز مت کرنا۔ ورنہ خداوند تعالےٰ کا صریح الزام اور پوری حجّت تم پر قائم ہو جائیگی کہ تم بھی منافق ہو ——!

اور منافقوں کے لئے دوزخ کا سب سے نیچا طبقہ مقرر ہے۔ اور کوئی اُن کا مددگار نہیں ہو سکتا۔ کہ اُس طبقہ سے اُن کو نکالے یا عذاب میں کچھ تخفیف کرا دے مسلمانوں کو ایسی بات سے دُور رہنا چاہیئے۔" (حضرت شیخ الاسلام مولینا شبیر احمد صاحب عثمانی رحمۃ اللہ علیہ)۔

(۴) يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَوَلَّوْا قَوْمًا غَضِبَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ قَدْ يَئِسُوْا مِنَ الْاٰخِرَةِ كَمَا يَئِسَ الْكُفَّارُ مِنْ اَصْحٰبِ الْقُبُوْرِ ۝ (الممتحنہ۔ آیت ۱۳)۔

ترجمہ:۔ اے ایمان والو! اس قوم سے دوستی نہ کرو۔ جن پر اللہ کا غضب ہوا۔ وہ تو آخرت سے ایسے نا امید ہو گئے کہ جیسے کافر اہلِ قبور سے نا امید ہو گئے۔

" یعنی شروع سورت میں جو مضمون تھا۔ خاتمہ پر پھر یاد دلایا۔ یعنی مومن کی شان نہیں کہ جس پر خدا ناراض ہو اس سے دوستی اور رفاقت کا معاملہ کرے۔ جس پر خدا کا غضب ہو۔ خدا کے دوستوں کا بھی غصّہ ہونا چاہیئے۔"

(حضرت مولینا عثمانیؒ)

(باقی آئندہ)

ہمارے دینی مدارس

دارالعلوم اسلامیہ لکی مروت ضلع بنوں

حضرت العلامہ مولانا نیاز محمد صاحب مدظلہٗ کے زیرِ اہتمام یہ دینی درسگاہ جاری ہے۔ جس میں قرآن و حدیث و فقہ اور فنون عربیہ اسلامیہ کی تعلیم کا مکمل انتظام ہے۔ بیرونی طلبہ کے قیام۔ طعام۔ کتب اور دیگر ضروریات کا انتظام مدرسہ برداشت کرتا ہے۔ ضرورت ہے کہ مدرسہ کی جانب زیادہ سے زیادہ توجہ مبذول کی جائے۔ تاکہ دینی کام میں یومًا فیومًا ترقی ہو۔ اور معاونین حضرات کے لئے ذخیرۂ آخرت جمع ہو۔

مولانا فضل اللہ صاحب خادم دارالعلوم الاسلامیہ لکی مروت
ضلع بنوں ڈیرہ ڈویژن مغربی پاکستان

مدرسہ دارالفیوض ہاشمیہ سجاول

یہ مدرسہ نصف صدی سے دین کی خدمت کر رہا ہے۔ جس سے صدہا طلبا فیض حاصل کر کے ملک اور بیرون ملک میں خدمت دین کے اہم فریضہ کو بجا لانے میں مصروف ہیں۔

اس وقت مدرسہ ہذا میں ۲۵۰ طلباء داخل ہیں جن میں سے ۵۵ طلبہ کی ہر قسم کی کفالت مدرسہ کرتا ہے۔ تعداد اساتذہ چودہ ہے۔

سندھ کی یہ قدیم درسگاہ اہل ثروت و مخیر حضرات کی امداد واعانت کی محتاج ہے۔

مولانا نور محمد صاحب مہتمم مدرسہ دارالفیوض ہاشمیہ سجاول۔

مدرسہ جامعہ عثمانیہ پیر محل لائلپور

یہ مدرسہ ضلع لائل پور کا ایک تعلیمی تبلیغی ادارہ ہے۔ اس کا مقصد خالص اسلامی و دینی تعلیم کی اشاعت ہے۔ یہاں قرآن مجید کی تجوید اور حفظ و ناظرہ کا بہترین انتظام ہے۔ مدرسہ غریب الوطن طلباء کے قیام و طعام کا کفیل ہے۔ یہ ایک رجسٹرڈ ادارہ ہے۔ اس کا الحاق وفاق المدارس العربیہ پاکستان سے ہے۔ لہٰذا یہ آپ کی توجہ کا محتاج ہے۔

جناب مولانا صاحبزادہ عبدالحی صاحب ناظم مدرسہ ھٰذا۔

دارالعلوم مدنیہ ڈسکہ کلاں ضلع سیالکوٹ

مدرسہ میں تعلیمی خدمات بحمداللہ انجام دی جا رہی ہیں۔ پانچ مستند علماء تدریس کے فرائض انجام دے رہے ہیں۔ بیرونی طلباء کی ضروریات کا انتظام دارالعلوم کی طرف سے کیا جاتا ہے۔ مدرسہ ابتدائی مراحل میں ہے۔ اس لئے اس میں درسگاہوں کی ضرورت ہے۔ ۵ کمرے اہل خیر مسلمانوں کی خصوصی توجہ سے وجود میں آچکے ہیں۔ دیگر ضروریات کی اہلِ خیر مسلمانوں سے اپیل ہے۔

نوٹ :۔ مدرسہ ہذا کی سالانہ روئداد چھپ چکی ہے۔ جو حضرات دیکھنا چاہیں مفت حاصل کر سکتے ہیں۔ نیز مدرسہ کے اللہ کے فضل سے ۳ سال پورے ہو چکے ہیں۔

مولانا سلیم الدین صاحب مہتمم دارالعلوم مدنیہ ڈسکہ کلاں۔
(ضلع سیالکوٹ)

حضرت مولانا عبدالرحمٰن صاحب میانوی کو صدمہ
احباب دُعا فرمائیں

حضرت مولانا عبدالرحمٰن صاحب میانوی سے کون ناواقف ہے۔ جنہوں نے ۲۵ سال تک حضرت مولانا سید عطاء اللہ شاہ صاحب بخاری کی رفاقت میں ملک وملّت کی خدمت فرمائی۔ آج کل آپ چیچہ وطنی کی جامع مسجد قدیم میں خطابت کے فرائض سر انجام دے رہے ہیں۔ الحمد للہ تعالےٰ کہ نوجوانوں میں دینی رجحان رو بترقی ہے۔ افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ حضرت مولانا ایک طرف خود مرض نمونیہ میں مبتلا ہیں۔ دوسری طرف آپ کے خُسر مولوی کرم دین صاحب سرگودھوی کے انتقال پُر ملال کی خبر آگئی۔ جو مرد مجاہد صالح اور نیک طینت بزرگ تھے۔ اللہ تعالیٰ ان کو اپنی جوارِ رحمت میں جگہ دے۔ اور متعلقین کو صبر عطا فرمائے۔ احباب دعا فرمائیں۔ کہ اللہ تعالےٰ جل شانہٗ ان بے لوث ہستیوں کا سایہ تادیر قائم رکھے جن کی عمریں فرنگی اقتدار سے ٹکرانے میں گزریں یا ارتداد کے مقابلہ میں۔ آمین یا الٰہ العالمین!

العبد۔ (مولانا) غلام غوث ناظم نظام العلماء مغربی پاکستان لاہور

"نقیبِ اسلام" مفت

سلکِ مروارید کا ۴۴ واں دانہ "نقیب اسلام" کارڈ سائز ۴۴ صفحوں پر شائع ہو کر مفت تقسیم ہو رہا ہے ——— !

یہ رسالہ ۹ اعشاری پیسے کے ٹکٹ ڈاک خرچ کے لئے پتہ ذیل پر بھیج کر مفت منگایا جا سکتا ہے

منگانے کا پتہ :۔
محمد ظفر علیگ بلاک ۲۳ سرگودھا

مدرسہ عربیہ تعلیم الدین بھیرہ

مدرسہ عربیہ تعلیم الدین حتی المقدور دین کی خدمت پوری جدوجہد سے ادا کر رہا ہے۔ چونکہ مدرسہ کی کوئی مستقل آمدنی نہیں ہے۔ اس واسطے مخیر حضرات سے گزارش ہے۔ کہ آپ اپنی زکوٰۃ، صدقات اور خیرات سے اس مدرسہ کے نحیف کندھوں کو سہارا دیں۔ اللہ تعالےٰ توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

نوٹ :۔ مدرسہ ہذا کی دو سالہ روئداد شائع ہو چکی ہے۔

عبدالرشید ناظم مدرسہ عربیہ تعلیم الدین بھیرہ ضلع سرگودھا (۳)

بقیہ :
استحکام پاکستان
(صہ ۱۹ سے آگے)

وہ اسلام اور پاکستان کے لئے مفید ثابت ہوں گے یا مضر۔ سو خدارا ملت کو اخلاق محمدی اور عظمتِ انسانیت سے مالا مال کیجئے۔ پھر انشاء اللہ رحمت ہی رحمت ہے شہروں میں جہاں کہیں بھی دینی مدارس جاری ہیں۔ وہاں اپنے بچوں کو بھیج کر اخلاقِ محمدی اور عظمت انسانیت کے گر سکھلایئے اور اصلاح حال کی طرف توجہ فرمایئے سچ تو یہ ہے کہ ؎

امیروں کی ضرورت ہے نہ سُلطاں کی ضرورت ہے
زمانہ کو فقط مردِ مُسلماں کی ضرورت ہے
وہ مشرق ہو کہ مغرب ہر طرف ہے فتنہ سامانی
نظامِ زیست کو منشورِ قُرآں کی ضرورت ہے

ہم خود انسان نہیں۔ ہم میں انسانیت نہیں۔ کتا ہم سے اچھا ہے کیونکہ وہ مالک کا وفادار ہے اور ہم مالک کے بھی وفادار نہیں۔ لا الٰہ پر ایمان نہیں۔ عمل نہیں۔ نماز نہیں۔ روزہ نہیں۔ حج نہیں۔ زکوٰۃ نہیں ——— اور ہے کیا؟ عیاری ہے۔ مکاری ہے۔ زناکاری ہے ——— شراب خواری ہے۔ دھوکہ ہے۔ جھوٹ ہے مکر و فریب ہے۔ اس حالت کو دیکھ کر ؎

اِک ہوک سی دل میں اُٹھتی ہے اک درد سا پیدا ہوتا ہے
میں چپکے چپکے روتا ہوں۔ جب سارا عالم سوتا ہے

استحکامِ پاکستان کے لئے ضرورت ہے کہ ہم خدا کے بن جائیں۔ جب ہم خدا کے بن جائینگے تو سب چیزیں ہماری بن جائیں گی۔ آؤ اسلام کو اپنائیں۔ اپنے گھروں، مدرسوں، ماحول اور اپنے آپ کو بدل ڈالیں ؎

اسلام کے جانبازو۔ اسلام کی خاطر
خالدؓ کی طرح اُٹھ کر تقدیر بدل ڈالو

اپنے مضامین صاف اور خوشخط لکھ کر بھیجئے ——— !

بچوں کا صفحہ

استحکامِ پاکستان

محمد عبداللہ خاں غازی۔ جامعہ عربیہ چنیوٹ

مندرجہ ذیل مضمون تبلیغی کانفرنس چنیوٹ میں مؤرخہ ۲۸؍دسمبر ۱۹۶۰ء کے اجلاس میں پڑھا گیا۔

میرے خیال میں استحکامِ پاکستان چار چیزوں کے استحکام و اصلاح پر موقوف ہے۔ (۱) ہمارے گھر، (۲) ہمارے مدرسے (۳) ہمارا ماحول (۴) اور ہم خود۔

ہمارے گھر

اگر ہمارے گھر اخلاق کی دولت سے خالی ہیں تو یہ نہ صرف ہمارے گھر کے لئے بلکہ استحکام پاکستان کے لئے بھی بہت نقصان دہ ہے۔ اگر بچّہ شرارت یا قصور کرتا ہے اور والدین بچّہ سمجھ کر اس کی غلطی کو نظر انداز کر دیتے ہیں تو ظالم ہیں وہ والدین جو بچّہ کی خطا پر اسے فہمائش نہیں کرتے۔ "کھلاؤ سونے کا نوالہ اور دیکھو شیر کی نظر" یہ تھا ایک اصُول جو آج ہمارے گھروں میں کار فرما نہیں اور یہی وجہ ہے کہ ہماری نئی پود روز بروز بگڑتی چلی جا رہی ہے۔ اگر چندے یہی حالت رہی تو وہ بچّے جو کل کو پاکستان کی باگ ڈور سنبھالیں گے، نہ صرف اپنے لئے بلکہ ملک و ملّت کے لئے باعثِ ننگ و عار ثابت ہوں گے۔ میں یہاں ایک چشم دید واقعہ بیان کرتا ہوں۔ جس سے معلوم ہوگا کہ ہمارے بچّے کیا کھیل کھیلتے ہیں۔

واقعہ یہ ہے کہ ایک ۷۰ سالہ بُوڑھا گندے نالے کے ساتھ ساتھ جا رہا تھا۔ اتنے میں شریر بچّوں کا غول پیچھے سے آگیا۔ انہوں نے بُوڑھے کو گندے نالے میں دھکیل دیا۔ اس بے چارے کا گرنا تھا کہ وہ ہنسنے لگے۔ میں نے لاحول پڑھا۔ اور وہ دیکھتے ہی دیکھتے غائب ہو گئے۔ میں دیر تک سوچتا رہا کہ یہ انسان تھے، یا شیطان؟ آخر لاحول پر کیوں جاتے رہے؟ اور اگر انسان تھے تو عظمتِ انسانیت سے کیوں خالی تھے۔ بہر حال سچ تو یہ ہے کہ آج کے بچّے دولتِ دین سے خالی اور نعمت اخلاق سے عاری رہے تو وہ کل کو بے راہ ہو کر پاکستان کے لئے مفید ثابت نہ ہوں گے۔ میں بچّوں کے وارثوں اور سرپرستوں سے کہوں گا کہ اپنے بچّوں کو پہلے دین اسلام سکھائیں اور پھر کچھ اور۔ ؎

کیوں اپنے فرائض کا تمہیں پاس نہیں ہے
بربادیٔ ملّت کا کچھ احساس نہیں ہے
تم اپنی روایاتِ کہن بھول نہ جاؤ
پھر سکّہ توحید کو ہر دل پہ بٹھاؤ
اس دہر سے ہر قوّتِ باطل کو مٹا دو
ہر کفر کی اکڑی ہوئی گردن کو جھکا دو

ہمارے مدرسے

اگر ہمارے مدرسے دین اسلام سے خالی ہیں تو وہ مدرسے نہیں بلکہ ؎

وہ مدرسے بازار تجارت ہیں کہ جن میں
مذکور احادیث نہ قرآن کی ترتیل
ہو رُوس کی تہذیب کہ لندن کا تمدّن
یہ فتنۂ نمرود ہے وہ مکرِ عزازیل

(۱) وہ مدرسے کہ جن میں (ب۔ بلا)، (ک۔ کُتّا)، (گ۔ گدھا) تو پڑھایا جاتا ہے مگر لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ نہیں پڑھایا جاتا وہ مدرسے، مدرسے نہیں بلکہ دَور غلامی کی یادگاریں ہیں اور یقیناً قابلِ اصلاح ہیں۔

پیغام سناتے ہیں اب تک لبِ جبرائیل
ہے ذاتِ محمدیؐ پر ہر چیز کی تکمیل

(۲) وہ مدرسے کہ جن کے رُخ لندن، برلن اور ماسکو کی طرف ہیں اور مدینہ منوّرہ کی طرف نہیں۔ یقیناً بے ادب، گستاخ اور غلط کار بچّے بنانے کے اڈّے ہیں اور ایسے بچّے "ادب جلیبت" کا نعرہ لگاتے اور پگڑیاں اُچھالتے ہی رہیں گے۔ سچ تو یہ ہے۔

نہیں جن کو اسلام اخلاق حاصل
تو حق زندگی کا نہیں ان کو حاصل

میں ان بچّوں کے شفیق استادوں سے کہوں گا کہ اپنے عزیز شاگردوں کو پہلے دین اسلام سکھائیں اور پھر میٹرک، ایف۔ اے، بی۔ اے جو چاہیں بنائیں پہلے بچّوں کو دینی تعلیم اور اسلامی اخلاق سے آراستہ کریں۔ پھر صنعت و حرفت، تجارت وغیرہ جو تعلیم دینا چاہیں، دیں۔ میں پُورے بھروسے اور یقین کے ساتھ کہتا ہوں کہ کسی دینی مدرسے کے بچّے کسی کو "دولتی" مار کر گندے نالے میں نہیں گراتے۔ میں استحکامِ پاکستان کی خاطر اپنے واجب الاحترام اُستادوں سے کہتا ہوں ؎

ہاں اُٹھو وقت آیا ہے توڑ دو چنگ و رباب
انقلاب و انقلاب و انقلاب و انقلاب

ہماری انقلابی حکومت کا یہ اقدام قابل ستائش ہے کہ اس نے مسلمانوں کی دلوں کی دھڑکنوں کو سُن کر نظامِ تعلیم میں قرآن کی تعلیم کو ضروری قرار دیا ہے۔ ایٹم بم اور ہائیڈروجن بمب دُنیا کو تباہ کر سکتے ہیں مگر دلوں کو مسخّر نہیں کر سکتے۔ دلوں کو مسخّر کرنے کے لئے تو کتاب و سُنّت ہی کا نسخۂ کیمیا استعمال میں لانا پڑے گا۔ اور یہ انشاءاللہ پاکستان کی مضبوطی اور سلامتی کے لئے رحمت ثابت ہوگا۔ کیونکہ جو روشنی رحمۃ للعالمین کی طرف سے آئے گی وہ یقیناً اپنے دامن میں رحمت ہی لائے گی۔

ہمارا ماحول

یہ بھی اُجلا نتھرا اور صاف ستھرا نہیں۔ خدا اور رسول کی مرضیات کے بالکل خلاف ہے۔ اس لئے اسلام اور استحکام پاکستان کے حق میں مُفید نہیں۔ اُمید ہے کہ ہماری انقلابی حکومت نے ان بُرائیوں کو بھانپ لیا ہوگا اور پہلی فرصت میں ان کی اصلاح کر کے پاکستان کے چہرہ کو نور و نکھار بخشے گی اور پاکستان کو مضبوط اور مستحکم بنا دے گی۔ ورنہ ہمارا موجودہ معاشرہ تو شعر و شراب، نغمہ و رباب، عریانیت، افسانوی ادب اور فلمی موسیقی کے چکر میں ہے۔ جس سے تہذیب کا دامن تار تار ہے اور انسانیت حیوانیت پر رو رہی ہے شرافت سر بگریباں ہے اور زبان حال سے پکار رہی ہے۔ ؎

سنیما بازی کا عام چرچا
کہاں کی غیرت کہاں کا پردہ
جو عشق بازی سے تھے مبرّا
سنیما انہیں عشق سکھا رہا ہے
شراب نوشی شباب پر ہے
اٹیک حجاب و نقاب پر ہے

اندازہ کیجئے کہ وہ بچّے جو اس گندے ماحول میں آنکھیں کھولیں گے (بقیہ بر صفحہ ۱۸)

ایڈیٹر
عبیداللہ انور

شرح چندہ
سالانہ گیارہ روپے   ششماہی چھ روپے
سہ ماہی تین روپے

منظور شدہ
محکمہ جیل مغربی پاکستان

رجسٹرڈ ایل
نمبر ۶۰۴۷

منظور شدہ محکمہ تعلیم (۱) لاہور ریجن بذریعہ چٹھی نمبری G/۱۶۳۲۱ مورخہ ۳ مئی سنہ ۱۹۵۶ء (۲) پشاور ریجن بذریعہ چٹھی نمبری T.B.C. ۳۰ ۲۷/ ۲۴۸۱ مورخہ ۷ ستمبر سنہ ۱۹۵۶ء

[فیروز سنز لمیٹڈ پریس لاہور میں باہتمام مولوی عبیداللہ انور پرنٹر پبلشر چھپا اور دفتر خدام الدین شیرانوالہ دروازہ لاہور سے شائع ہوا]